﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد20

جمعۃ المبارک 11/اکتوبر 2013ء

05/ذوالحجہ 1434 ہجری قمری ❁ 11/اخاء 1392 ہجری شمسی

شمارہ 41

خرچ کرنے والے کے لئے دعا

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک کر اور اس کا مال و متاع برباد کر۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اما من اعطی حدیث نمبر1351)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 47ویں جلسہ سالانہ کا (30/اگست تا یکم ستمبر 2013ء) حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

اسلام اور مسلمان ایسے لفظ ہیں جن کے معنی پر اگر غور کریں تو ایک خوبصورت نام، خوبصورت کام اور خوبصورت اُمّت کا تصور ابھرتا ہے اور ابھرنا چاہئے کیونکہ اسلام یا مسلمان کے الفاظ جن حروف سے بنے ہیں اُن کی ہر ترکیب اور ہر ترتیب حفاظت، امن، کامل فرمانبرداری، کمزوریوں سے آزادی، غلطیوں سے آزادی، اخلاقی برائیوں سے آزادی کے معنی دیتی ہے۔

مسلمان علماء کی ایک دوسرے کے خلاف تکفیر بازی کے بعض نمونے۔ ہمیں کافر کہنے والے آپس میں ایک دوسرے کو بھی کافر کہہ رہے ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔

قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مسلمان کی تعریف اور حقیقتِ اسلام کا پُر معارف بیان۔

آج ہر احمدی اس یقین پر قائم ہے کہ وہ مسلمان ہے اور احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے ہمارے مخالفین کی ایک کے بعد دوسری نسل اس دنیا سے گزرتی چلی جائے گی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو نہ کبھی نقصان پہنچا سکے ہیں اور نہ پہنچا سکیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ نہ یہ لوگ ہم سے کبھی حقیقی مسلمان ہونے کا اعزاز چھین سکے اور نہ چھین سکیں گے۔ ہم مسلمان تھے، ہم ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ رہیں گے۔ مَیں مخالفینِ احمدیت سے بھی کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر سے نہ لڑو اور نام نہاد علماء کی مخالفت کی آواز کے بجائے خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی آواز کو سنو۔

——— سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز اختتامی خطاب

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ مبلغ سلسلہ لندن)

اختتامی اجلاس

مختلف معزز مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد اختتامی اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم حافظ طیب احمد صاحب نے سورۃ الزمر کی آیات 22 تا 27 کی تلاوت کی اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ ازاں بعد فلسطین کے احمدیوں کے ایک گروپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ ترنم سے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم سید عاشق حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی قصیدہ پیش کیا۔

احمدیہ مسلم امن انعام

حضور انور نے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کو احمدیہ مسلم پیس پرائز سال 2013ء کے حقدار کا اعلان کرنے کے لئے بلایا۔ یہ ایوارڈ 2009ء میں دنیا کے ان افراد کے لئے جاری کیا گیا تھا جو انسانیت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ اس سال کا ایوارڈ میگنس مقفارلین بیرو (Magnus Macfarlane Barrow) کو دوران سال بچوں اور سیلاب زدگان کی نمایاں خدمات سرانجام دینے پر حضور انور کی طرف سے عطا کیا جائے گا۔ ان کی ایک کمپنی میری میلز (Mary's Meals) ہے جو سکول کے بچوں کو روزانہ بڑی تعداد میں ایک وقت کا کھانا مہیا کرتی ہے۔

ایوارڈ کے اعلان کے بعد مکرم امیر صاحب نے برطانیہ میں تاریخ احمدیت کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم خدا کے حضور شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں برطانیہ میں بے شمار ترقیات سے نوازا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے اس مبارک موقع پر شکر کے جذبات کے ساتھ ایک لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کا چیک سیدنا حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس کو قبول فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ میں یہ رقم IAAAE کو افریقہ میں ماڈل ویلج کے لئے دیتا ہوں اور یہ تحفہ جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہوگا۔

ازاں بعد سیکرٹری صاحب تعلیم یوکے نے مختلف تعلیمی میدانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے نام پڑھے اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان طلباء کو اسناد و میڈلز عطا فرمائے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

GCSE میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء: شمیل بن احمد، مبارز احمد راجا، اسد ملک، لقمان احمد اسد، رضوان احمد اٹھوال، ارسلان احمد رانا، مصطفیٰ احمد صدّیقی، فردوس احمد ناصر۔

A-Levels یا اس کے برابر کی کلاسز میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے نام: احمد حسن، مظہر احمد وارائچ، ابتہاج احمد ندیم، منور صدّیقی، شاکر احمد، مصطفیٰ رحمٰن، عامر احمد رضا، فہد احمد، بختار احمد، عمیر اعجاز خان، زین احمد چوہدری، رضوان آصف۔

مختلف ڈگریز میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے نام: سعید احمد نظیر، عطاء العزیز احمد، بلال احمد، سیف الرحمٰن، نیشن حارث، عبدالرّؤف خان، عبید محمود مولا۔

PhD اور دیگر Higher Degrees میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء: ڈاکٹر عاطف پرویز خان، احمد عبداللہ منّان، ڈاکٹر عبدالقدیر خان۔

نیز برطانیہ میں احمدیت کے سو سال مکمل ہونے پر صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں مقابلہ مقالہ نویسی میں انصار، خدام اطفال میں اول آنے والوں کو انعامات عطا فرمائے۔ اس کے بعد مکرم محمد عصمت اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کا بابرکت منظوم کلام ع

"اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار"

ترنم سے پیش کیا۔

اختتامی خطاب

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آغاز میں حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الحج کی آیت 79 کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا اسلام اور مسلمان ایسے لفظ ہیں جن کے معنی پر اگر غور کریں تو ایک خوبصورت نام، خوبصورت کام اور خوبصورت اُمّت کا تصور ابھرتا ہے اور ابھرنا چاہئے کیونکہ اسلام یا مسلمان کے الفاظ جن حروف سے بنے ہیں اُن کی ہر ترکیب اور ہر ترتیب حفاظت، امن، کامل فرمانبرداری، کمزوریوں سے آزادی، غلطیوں سے آزادی، اخلاقی برائیوں سے آزادی کے معنی دیتی ہے۔ حقیقی مسلمان وہی ہے جو شرارتوں، بغض، کینہ اور فتنہ فساد سے خود بھی بچتا اور دوسرے بنی نوع کو بھی اس سے بچاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس

کے یہی معنی ہیں کہ پیشگی مول دیا جائے یعنی خود کو خدا کے سپرد کردیا اور صلح کا طالب ہو اور آیت بلیٰ من اسلم ...... الخ سے مراد وہی ہیں۔ جو خدا کی راہ میں اپنے وجود کو سونپ دیوے، وقف کر دیوے، نیک کاموں پر قائم ہو جاوے، تمام طاقتیں اعتقادی اور عملی طور پر اسی کی راہ میں لگادے۔ اعتقادی طور پر اس طرح کہ خدا کے عشق کی تعلیم کو مان لے اور عملی طور پر حقیقی نیکیاں اس طرح بجالائے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کامل مسلمان وہی ہے جو خدا کی رضا کے لئے خدا کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے اور مخلوق کو ہر شر سے محفوظ رکھنا اس کے لئے ضروری ہے۔ اپنی انانیت کو چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے، اس کے چہرہ کے لئے، اس کی خوشنودی کے لئے اپنے نفسانی جذبات کو مٹا ڈالے اور ایسا انقلاب اور تبدیلی پیدا کرے کہ اس میں خدا کی اطاعت اور ہمدردی مخلوق کے سوا کچھ نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی ایسی جماعت نہیں جو افریقہ، امریکہ، ایشیا، یورپ اور آسٹریلیا میں ایک ہی جماعت کے طور پر جانی جاتی ہو۔ غیروں میں ہر ایک جگہ اندرونی اختلافات ہیں اور اتحاد و یگانگت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہم قرآن شریف کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے سچے مسلمانوں کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ وہ نشانیاں اور علامتیں بھی آج جماعت احمدیہ پر صادق آرہی ہیں۔ جو ہدایت کے لئے خدا سے دعا مانگتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ میں نے کل جو واقعات سنائے تھے ان میں بھی ایسے بہت تھے جن کی خدا نے خود اپنے فضل سے رہنمائی فرمائی۔ پہلے انبیاء کے ماننے والوں پر زوال ان کے تقویٰ میں کمی کی وجہ سے آیا۔ آج بھی اگر لوگ خدا کی رضا کے لئے تقویٰ سے کام نہیں لیں گے تو خدا کی پکڑ میں آئیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حقیقی مسلمانوں کی جماعت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے والی ہوتی ہے۔ کل بھی دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں چند واقعات پیش کئے تھے۔ خدا کے فضل سے قرآن کریم کے تراجم کرنے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم پھیلانے کی توفیق ساری دنیا میں کسی اور جماعت کو نہیں ملی۔ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو یہ پیغام ساری دنیا میں پھیلانے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

حضور انور نے احادیث مبارکہ پیش فرمائیں جن میں مسلمانوں کی نشانیاں اور علامتیں بیان ہوئی ہیں کہ فساد نہیں کرتے، خون نہیں کرتے، دوسروں کے حقوق ادا کرتے اور اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ جو کوئی انہیں سلام کہتا ہے اس کو اپنوں میں سے سمجھتے ہیں۔ ایک دوسرے کی تحقیر نہیں کرتے، خدا تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات اور انسان کے درمیان حرام قرار دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں۔ تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں کپڑے پہناؤں۔ مجھ سے بخشش مانگو کہ اگر سب لوگ اگلے پچھلے مجھ سے مانگیں اور میں ان کی طلب ان کو دوں تو میرے خزانے میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے سمندر کے پانی میں کمی آئے گی۔ تم سب فرمانبردار ہو جاؤ تو میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں اور سب فاجر ہو جاؤ تو میری بادشاہت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ جس کو خیر ملے وہ خدا کا شکر کرے اور اس کی حمد کو بجالائے اور جو خیر سے محروم رہے وہ اپنی ذات کو ہی متہم کرے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش فرمائے جن میں بعض تعلیمات کا ذکر ہے کہ ہم توحید کے قائل ہیں، آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، قرآن کریم خاتم کتب سماوی ہے، جنت، دوزخ اور حشر اجساد کو حق سمجھتے ہیں۔ توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو واجب سمجھتے ہیں، ملائکہ کو حق جانتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ انسانیت کی خدمات میں بھی پیش پیش ہے اور پیغام حق کو پھیلانے میں بھی مصروف ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے چند واقعات پیش فرمائے کہ لوگوں کو احمدیت کی وجہ سے اسلام اور خدا تعالیٰ کی صحیح پہچان نصیب ہوئی۔ فرمایا جس طرح جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ کا کام کر رہی ہے۔ اس طرح دوسری کوئی جماعت، کوئی گروہ اور کوئی فرقہ یہ کام سرانجام نہیں دے رہا اور کوئی نہیں ہوسکتا جو یہ اعزاز ہم سے چھین سکے۔ اس لئے خدا کی تقدیر سے نہ لڑو اور خدا کی آواز سنو۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

(حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل میں بعد میں کسی وقت شائع کیا جائے گا۔)

حضور انور نے خطاب کے آخر میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو بڑھاتا چلا جائے، ضرورتمندوں اور حاجتمندوں کا خود محافظ ہو۔ حضور نے دعا کی تحریک فرمائی کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے احمدیوں کی حفاظت فرمائے اور ہر شر سے ہر احمدی کو بچائے۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور نے حاضری کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ سالانہ کی حاضری 31 ہزار 205 تھی اور 89 ممالک کے نمائندگان نے شرکت کی۔ یہ حاضری گزشتہ سال سے 4 ہزار زیادہ ہے۔ اس کے بعد حضور انور کچھ وقت کے لئے سٹیج پر رونق افروز رہے اور احباب جماعت نے دینی نظمیں پڑھیں۔ کافی دیر حضور مختلف زبانوں میں مختلف نظمیں اور نغمے سنتے رہے اور پھر سلام و دعا کے بعد سٹیج سے تشریف لے گئے۔

☆......☆......☆

بقیہ: دورۂ سنگاپور از صفحہ 9

23 ستمبر بروز سوموار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے "مسجد طٰہٰ" تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد طٰہٰ تشریف لے گئے جہاں فیملی و انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 39 فیملیز کے 139 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج ملاقات کرنے والی فیملیز میں سنگاپور جماعت سے تعلق رکھنے والی فیملیز اور احباب کے علاوہ انڈونیشیا، کمبوڈیا، ویتنام، فلپائن، سری لنکا اور پاکستان سے آنے والے احباب اور فیملیز شامل تھیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد طٰہٰ کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور کی قیامگاہ سے مسجد طٰہٰ کا فاصلہ قریباً ایک کلومیٹر ہے جو پانچ منٹ میں طے ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لے آئے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس سیشن میں سنگاپور جماعت کے احباب کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا، پاپوانیوگنی، میانمار (برما)، تھائی لینڈ، بنگلہ دیش اور عمّان سے آنے والے احباب اور فیملیز نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

مجموعی طور پر 48 فیملیز کے 209 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج کا دن ان لوگوں کے لئے خوشی و مسرّت کا دن تھا۔ بہت سی فیملیاں اور احباب ایسے تھے جو اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پارہے تھے۔ مرد و خواتین اور بچے بچیوں کے چہرے خوشی سے تمتمارہے تھے۔ یہ لوگ بیتابی کے ساتھ اس بات کے منتظر تھے کہ کب انہیں بلایا جائے اور انہیں اپنے پیارے آقا کے ساتھ دیدار کے اور قرب کے وہ قیمتی لمحات میسر آجائیں جس کی خاطر وہ مختلف ممالک سے لمبے سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات آٹھ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں پونے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد طٰہٰ تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

......☆......☆......☆......☆......☆......☆......

سنگاپور کے ابتدائی احمدی

سنگاپور کی سرزمین پر آباد یہاں کی ملائی قوم میں سے سب سے پہلی بیعت مکرم حاجی جعفر بن وانتارا صاحب کی تھی۔ آپ اس ملک کے پہلے مقامی احمدی تھے۔ آپ نے حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایازؔ مرحوم مبلغ سلسلہ سنگاپور کے ذریعہ جنوری 1937ء میں قبول احمدیت کی سعادت پائی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس ملک کی سرزمین پر آباد قوم میں سے جو پہلا پھل احمدیت کو عطا فرمایا وہ نہایت مخلص، باوفا، نڈر اور صبر و استقامت کا ایک پہاڑ تھا۔ آپ مخالفت کے شدید طوفان میں سینہ سپر رہے اور آپ کے پائے ثبات میں ذرّہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ آپ کے ابتدائی دَور کے ایک واقعہ کو مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب مرحوم (سابق مبلغ سنگاپور) نے اس طرح رقم فرمایا ہے: "سنگاپور میں جماعت کے ابتدائی ایام میں مکرم حاجی جعفر وانتارا صاحب نے حضرت مولوی غلام حسین ایازؔ صاحب کی معیّت میں سلسلہ کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ دو تین مرتبہ بعض معاندین کی طرف سے زدوکوب اور ماریں بھی کھائیں مگر خدا کے فضل سے ہمیشہ ثابت قدم رہے۔

ایک دفعہ بعض مخالف لوگوں کی انگیخت پر دو اڑھائی سو مسلّح افراد نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور اپنے ایک عالم کو ساتھ ملاکر حاجی صاحب مرحوم سے اسی وقت احمدیت سے منحرف ہونے کا مطالبہ کیا اور بصورت دیگر ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی دھمکی دی۔ حاجی صاحب مرحوم نے اُسی وقت تشہّد پڑھ کر اعلان کیا کہ مَیں کس بات سے توبہ کروں، مَیں تو پہلے ہی خدا کے فضل سے ایک سچا مسلمان ہوں اور اگر مَیں نے کسی گناہ سے توبہ کرنی بھی ہو تو بندوں کے سامنے نہیں بلکہ اللہ کے سامنے اپنے سب گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔ اس سے ملتجی ہوں کہ وہ مجھے معاف کردے۔ جب اس کے باوجود مجمع مشتعل رہا اور مکان میں گھس کر جانی نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دیتا رہا تو مرحوم حاجی صاحب مومنانہ جرأت اور ہمّت سے ایک چھرا ہاتھ میں لے کر اپنے مکان کی حدود میں اپنا دروازہ روک کر کھڑے ہوگئے اور ببانگ دہل یہ اعلان کر دیا کہ مرنا تو ہر ایک نے ایک ہی مرتبہ ہے۔ کیوں نہ سچائی کی خاطر بازی لگادی جائے۔ اب اگر تم میں سے کسی کے باپ کے بیٹے میں جرأت ہے کہ بُری نیت سے میرے مکان میں گھسنے کی کوشش کرے تو آگے بڑھ کر دیکھ لے کہ اس کا کیا حشر ہوگا۔ مکان کی دوسری سمت سے حاجی صاحب کی بہادر بیٹی باہر نکلی اور ہاتھوں میں ایک مضبوط ملائی تلوار، نہایت جرأت سے گھماتے ہوئے اُس نے بھی سارے مجمع کو یہ کہتے ہوئے چیلنج کیا کہ میرے والد صاحب جب سے احمدی ہوئے ہیں، مَیں نے ان میں کوئی خلافِ شرع یا غیر اسلامی بات نہیں دیکھی بلکہ ایمان اور عمل ہر لحاظ سے وہ پہلے سے زیادہ پکّے مسلمان اور اسلام کے شیدائی معلوم ہوتے ہیں۔ اِس لئے تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ احمدیت نے انہیں اسلام سے مرتد کردیا ہے۔ پس اگر آپ لوگوں میں سے کسی نے میرے باپ پر حملہ کرنے کی جرأت کی یا ناجائز طور پر ہمارے گھر کے اندر گھسنے کی کوشش کی تو وہ جان لے کہ اُس کی خیر نہیں۔ اگرچہ مَیں عورت ہوں تاہم تم یاد رکھو کہ حملے کی صورت میں تلوار سے تین چار کو مار گرانے سے پہلے نہیں مروں گی۔ اب جس کا جی چاہے آگے بڑھ کر قسمت آزمالے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مشتعل مجمع پر ایسا رعب طاری کیا کہ باوجود اس کے کہ لوکل ملائی پولیس کے بعض افراد وہاں کھڑے قیامِ امن کے بہانے مخالفین احمدیت کی کھلی تائید کر رہے تھے، پھر بھی مجمع میں سے کسی فرد کو مکرم حاجی صاحب کے گھر گھسنے یا حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر کار جب کافی وقت گئے تک وہ لوگ منتشر نہ ہوئے تو حاجی صاحب مرحوم نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ مَیں خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے بھی مسلمان تھا اور قبول احمدیت کے بعد تو زیادہ پکّے طور پر مسلمان ہوگیا ہوں۔ کیونکہ احمدیت اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس پر مخالفین شرمندہ ہو کر آہستہ آہستہ منتشر ہوگئے"۔

حاجی جعفر بن وانتارا صاحب کا وصال 1966ء میں 77 سال کی عمر میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنگاپور کی سرزمین پر آباد ملائی قوم میں احمدیت کا جو پہلا بیج بویا گیا، جو قربانیوں کے جلَو میں پروان چڑھا آج ایک تناور درخت بن چکا ہے اور سنگاپور کی جماعت منظّم و مستحکم ہے۔ جماعت کے مرکزی سینٹر میں "مسجد طٰہٰ" اور دو منزلہ خوبصورت مشن ہاؤس ہے جو آجکل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت آمد کی وجہ سے مہمانوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک عید کا سماں ہے۔

انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی، فلپائن، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، ویتنام، پاپوانیوگنی، عمّان، دوبئی، بنگلہ دیش اور میانمار (برما) سے بہت سے احباب جماعت اور فیملیز سنگاپور پہنچ چکی ہیں۔ اور احباب کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ پاکستان اور انڈیا سے بھی بعض احباب یہاں پہنچے ہیں۔

جماعت سنگاپور کو ان سبھی کی میزبانی کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے احباب انصار، خدام، لجنہ اور بچے بچیاں دن رات خدمت میں مصروف ہیں اور بڑی مستعدی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں اِن کے لئے مبارک فرمائے۔ (آمین)

(باقی آئندہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 267

مکرم زیاد احمد محمد عامر صاحب

مکرم زیاد احمد محمد عامر صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق فلسطین کے ایک متدین گھرانے سے ہے۔میرے اردگرد کے اکثر مسلمانوں کی طرح کئی اسلامی عقائد کے بارہ میں میرا تصور بھی سطحی اور بعض کے بارہ میں غلطی پر مبنی تھا۔دینی امور کے بارہ میں کسی قدر علم تو تھا لیکن صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور دیگر شعائر اسلام کی ادائیگی میں نہایت سست تھا۔

جنّ قابو میں کرنے کی تمنا

جماعت سے میرا تعارف اتفاقاً ہوا۔میں سیٹلائٹ چینل دیکھنے کے لئے استعمال ہونے والی ڈش لگانے کا کام کرتا ہوں۔ 2011ء کے شروع کی بات ہے کہ میں اپنے علاقے کے ہی ایک گھر میں ڈش لگا رہا تھا کہ ریسیور میں مختلف چینلز کی فریکوینسی محفوظ کرنے کے دوران اس گھر کے مالک نے بعض نئے چینلز کی تلاش کا بھی کہتے ہوئے مجھے ایک لسٹ تھمادی۔ان چینلز کو ڈھونڈنے کے دوران اچانک ایم ٹی اے لگ گیا جس پر اس وقت پروگرام ’’الحوار المباشر‘‘ چل رہا تھا اور اس میں جنّ اور جادو وغیرہ کے بارہ میں بات ہورہی تھی۔میرا تو یہ پسندیدہ مضمون تھا۔کیونکہ جنّوں کے موضوع نے تو میری نیندیں حرام کر رکھی تھیں اور میں نے بہت سا وقت اور مال بھی کسی جنّ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا تھا۔کیونکہ میرا خیال تھا کہ اپنی منہ مانگی مرادیں پوری کرنے کا یہ مختصر اور آسان ترین طریق ہے۔میں نے اس مضمون کے بارہ میں کتب خرید خرید کر پڑھیں اور لاکھ جتن کئے لیکن اس مخلوق کو زیر نگیں کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔

میں کام کے دوران ہی جنوں کے بارہ میں اپنے دیرینہ خیالات میں اس قدر کھویا کہ کچھ دیر کے لئے بھول ہی گیا کہ گھر کا مالک میرا منتظر ہے، تا آنکہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور اس نے کہا کہ تمہیں جنّ بھوتوں کے بارہ میں باتیں سننے کا شوق ہے تو اپنے گھر جا کر سن لینا، فی الحال میرا کام جلدی کردو۔ میں نے فوراً اس چینل کی فریکوئینسی نوٹ کی اور اپنا کام ختم کر کے گھر لوٹ آیا۔راستے میں مجھے بار بار خیال آرہا تھا کہ شاید اس چینل سے مجھے کوئی ایسا طریقہ مل جائے، اور اگر میں اس چینل کی مدد سے ایک آدھ جنّ کو ہی قابو کرنے میں کامیاب ہوگیا تو پھر وارے نیارے ہوجائیں گے۔

دجّال کے بارہ میں فلم

گھر پہنچنے پر میں نے فوراً ٹی وی آن کر کے ایم ٹی اے تلاش کر کے لگا لیا،لیکن جو کچھ اس وقت اس چینل پر آرہا تھا اسے دیکھ کر میرا دل حلق میں آاٹکا اور میری آنکھیں ٹی وی سکرین پر چپک کر رہ گئیں۔اس وقت ایم ٹی اے العربیہ پہ دجال کے موضوع پر ایک چھوٹی سی فلم پیش کی جارہی تھی جس میں مختلف احادیث کے معانی تصویری زبان میں بیان کرتے ہوئے یہ وضاحت کی جارہی تھی کہ دجال سے کیا مراد ہے؟ اس کے آخر پر کہا گیا کہ دجال ظاہر ہو چکا ہے اور اس وقت دنیا میں اپنی تباہی پھیلا رہا ہے۔ مَیں تو پرانے مروجہ عقائد کی بنا پر اس بات کا قائل تھا کہ دجال خارق عادت قُویٰ کا مالک ایک دیو قامت، یک چشم شخص ہوگا۔اور میری خواہش تھی کہ اگر دجال میری زندگی میں ظاہر ہوگیا تو میں اس کو چیلنج کروں گا اور اس کے منہ پر اسے کافر کہوں گا پھر چاہے وہ حدیث کے الفاظ کے مطابق مجھے دوٹکڑے ہی کیوں نہ کردے۔ کیونکہ ایسی صورت میں مَیں شہید کا درجہ پا جاؤں گا۔شاید اسی طرح ہی میرے گناہوں کی بخشش کا سامان ہوجائے، وگرنہ حالت یہ تھی کہ میں نہ تو نماز وروزہ کا پابند تھا نہ ہی دیگر گناہوں سے بچنے کا کوئی خاص اہتمام کرتا تھا اسلئے میرے تمام دیندار رشتہ دار مجھے عاصی اور فاسق کے القاب سے پکارتے تھے۔

رات کو تو مَیں سوگیا لیکن صبح دس بجے کے قریب جب نیند سے جاگا تو کافی پیتے وقت میں نے دوبارہ یہی چینل لگا لیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت بھی اس پر دجال کے بارہ میں ہی ایک پروگرام آرہا تھا جس میں دجال کی ماہیت وحقیقت کے بارہ میں مدلل مذاکرہ ہورہا تھا۔اس پروگرام کو سن کر آہستہ آہستہ دجال کی صحیح تصویر میرے دماغ میں ابھرنے لگی۔

دینی علوم کسی کی میراث نہیں

دجال کے بارہ میرے گھر میں کوئی ایسی کتاب نہ تھی جسے پڑھ کر میں جماعت احمدیہ کے بیان کردہ مفہومِ دجال کا جائزہ لے سکتا۔لہٰذا اس بارہ میں کتب کے حصول کے لئے میں اپنے بھائی کے پاس گیا۔جب میں نے اس سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پوچھا تو اس کے پاس بیٹھے ہوئے اس کے برادرِ نسبتی نے فوراً کہا کہ یہ کافر جماعت ہے جو شیعوں اور بہائیوں سے علیحدہ ہوئی ہے۔ پھر وہ بہائیوں اور احمدیوں کے کفر کے بارہ میں بات کرنے لگ گیا۔ پھر مجھے کہنے لگا کہ میری آپ کو نصیحت ہے کہ ان دونوں فرقوں سے الگ رہیں اور ان کی بات نہ سنیں۔میرا دھیان ابھی تک دجال کے بارہ میں ایم ٹی اے پر سنی جانے والی گفتگو کی طرف تھا اس لئے بھائی کے برادرِ نسبتی کی بات ختم ہوتے ہی میں نے دجال کے بارہ میں کتب کا مطالبہ کردیا۔ بھائی نے کہا کہ اس بارہ میں کتب موجود تو ہیں لیکن مجھے یاد نہیں کہ وہ اب کہاں پڑی ہوئی ہیں۔میں ڈھونڈ کر تمہیں بتا دوں گا۔ میں نے موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے دجال کے بارہ میں ایم ٹی اے سے سنی جانے والی معلومات کی بنا پر اپنے بھائی سے بحث شروع کردی۔وہ دونوں مجھے استہزاء سے کہنے لگے کہ تمہارا دینی علم ہے ہی کتنا؟ تمہیں اس معاملہ میں بڑا فلسفی بن کر مناظرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسے امور ہیں جن پر اسی طرح ہی ایمان لانا چاہیئے جیسے تم نے علماء کی زبانی سنا ہے۔ میں ان کی بات سن کر کسی قدر متردد سا ہوگیا، کیونکہ جو کچھ میں نے مولویوں سے سنا تھا وہ ناقابلِ یقین اور عقل سے دُور تھا۔ اس کے بالمقابل جو ایم ٹی اے سے سنا وہ ان امور کی معقول اور مناسب تشریح تھی لیکن میرا بھائی اور اس کا برادرِ نسبتی ان تشریحات کو سننے اور ان کے بارہ میں بات کرنے سے بھی مجھے روک رہے تھے۔اس لمحہ بھر کے تردّد کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میرے بھائی کا برادرِ نسبتی ایک پڑھا لکھا شخص تھا اور اس نے علوم شریعت اسلامیہ میں پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔ میں دینی علوم اور عمل کے لحاظ سے شاید ان سے بہت پیچھے تھا لیکن مجھے یہ بات کسی مذاق سے کم نہ لگتی تھی کہ یہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود مجھے ایک ایسے ٹی وی چینل کو دیکھنے سے روک رہے ہیں جو عقل ومنطق کے مطابق بات کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے دنیا کے کسی ٹی وی چینل کو دیکھنے پر انہیں اعتراض نہ تھا جبکہ وہاں پر طرح طرح کی برائیاں اور بے حیائیاں ہیں، ہاں اگر اعتراض تھا تو اس چینل پر جس نے مجھے سوچ وفکر کی دعوت دی تھی۔جس نے مجھے بعض مشکل مسائل کے بارہ میں تدبر کرنے اور بحث کرنے پر اکسایا ہے۔جس نے دین کے بارہ میں مجھے بات کرنے کی ترغیب دی ہے۔خلاصہ یہ کہ انہیں میرے دیگر خلافِ اسلام اور ممنوعہ کاموں پر کوئی اعتراض نہیں لیکن ایم ٹی اے پر بشدّت اعتراض ہے۔

قتل مرتد کے خلاف دلیل

اس تجزیہ سے مَیں مطمئن ہوگیا کہ میرے ناصح کی سوچ درست نہیں ہے۔لہٰذا میں نے بغیر کسی احساس گناہ کے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کردیا۔مختلف مسائل کی صحیح اسلامی تشریحات سننے اور ایک مثالی مسلمان کے کردار کے بارہ میں جان کر میں بھی رفتہ رفتہ شر اور برائی کے راستہ سے دُور ہونے لگا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جسے ایک بڑے دھماکے سے تشبیہ دینا غلط نہ ہوگا۔ بلکہ میرے لئے یہ خدا تعالیٰ کے فرمان:{وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْن} {یعنی اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا فرما کر رہے گا چاہے کافر اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں} کی ایک غیر معمولی تجلّی تھی۔

میں نے ابھی تک تو یہی سنا اور پڑھا تھا کہ مرتد کی سزا قتل ہے جبکہ ایم ٹی اے سے میں نے سنا کہ یہ سوچ درست نہیں۔ اور پھر اس کے دلائل جاننے کے بعد اس موضوع پر میری اپنے بھائی اور اس کے دو بیٹوں کے ساتھ بحث چھڑ گئی۔ یہ سب مجھ سے زیادہ تعلیم یافتہ تھے۔ دینی علوم کے علاوہ ان کے پاس دنیاوی علوم کی بھی ڈگریاں تھیں جبکہ میں ان کے مقابلہ میں ایک سکول سے بھاگا ہوا بے علم اور جاہل سا انسان تھا، نہ میں ان کی بیان کردہ روایات کو غلط کہہ سکتا تھا نہ ان کے بارہ میں تحقیق کرنے کی طاقت تھی۔ گو احمدیت کے دلائل کی قوت نمایاں تھی لیکن ان کو استعمال کرنے کے لئے مجھے شاید مزید مطالعہ کرنے کی ضرورت تھی۔ لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی بیان کردہ روایات کا ردّ کرنے اور اپنے دلائل کو منوانے میں کامیابی نہ ہوئی اور میں شکست خوردہ اور دل شکستہ سا ہوکر رہ گیا۔ایسی صورتحال کا منطقی انجام رجوع اِلی اللہ ہونا چاہیئے تھا سو ایسا ہی ہوا۔ میں نے وہیں پر خاموشی کے چند لمحات کو غنیمت جانا اور اپنے دل میں ہی اپنے خدا سے عرض کی کہ اے خدایا تُو تو سب کا رب ہے اور ہر ایک کو ہدایت دینے والا ہے، میرے پاس دینی علم اور دینی تربیت کی کمی ہے۔اس لئے میں ان کے ساتھ بحث نہیں کرسکتا،لیکن میں فطرتاً قتل مرتد اور دیگر امور کے بارہ میں ان کے پیش کردہ تصور اور طرز فکر سے بہت دور اور احمدیوں کی اسلامی مسائل کے بارہ میں تشریحات کے بہت قریب ہوں۔اے میرے ربّ! اب میں ایک چوراہے پر آن کھڑا ہوں۔ اگر تُو نے میری راہنمائی اور مدد نہ کی تو بلاشبہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اگر تیرے نزدیک احمدیوں کی اسلامی تشریحات درست ہیں اور یہی وہ درست اسلامی تعلیم ہے جو تُو نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمائی ہے تو مجھے اپنے بھائی کے مقابلہ میں حجت وبرہان سے سرفراز فرما۔ تا ایسا نہ ہو کہ شکست خوردہ ہوکر میں احمدیت سے دور نہ ہوجاؤں۔

ایسے جذبات وکلمات پر مشتمل دعا کے دوران مَیں اپنے اردگرد سے بے خبر ہوگیا تھا۔ مجھے خاموش سمجھ کر میرا بھائی نہ جانے کونسا مضمون چھیڑ بیٹھا تھا۔ دعا کے بعد جب میں نے بھائی کی بات سننی شروع کی تو وہ اس وقت اس شخص کا واقعہ بیان کررہا تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ایک رکن اسلام یعنی زکوٰۃ کا انکار کیا تھا۔ میں نے جب یہ سنا تو اتنی جلدی قبولیتِ دعا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے ظہور کو دیکھ کر میری کیفیت بڑی عجیب ہوگئی۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے میرے لئے احمدیت کو پسند فرمایا ہے۔ اور مجھے وہی طریق پسند ہے جو خدا تعالیٰ نے میرے لئے چنا ہے۔ میں آج سے احمدی مسلمان ہوں۔ کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے ابھی چند منٹ پہلے دعا کی تھی کہ وہ مجھے آپ کے بالمقابل حجت وبرہان سے نوازے۔اس نے میری دعا قبول فرما کر جو دلیل مجھے عطا فرمائی ہے وہ یہ روایت ہے جو آپ نے ابھی پڑھی ہے۔یعنی ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ایک رکن اسلام یعنی زکوٰۃ کا انکار کردیا تھا۔اب اس بات سے تو آپ کو انکار نہیں ہے کہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن کا انکار کرنے والا مرتد کہلاتا ہے۔ پھر اگر مرتد کی سزا قتل تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ سزا کیوں نہ دی؟! اس عقیدہ کی غلطی پر اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے؟ میں نے خدا سے دلیل مانگی تو اس نے تمہاری زبانی مجھے یہ دلیل عطا فرما کر نہ صرف میری تسلی فرمادی بلکہ تم پر بھی حجت تمام کردی ہے۔ یہ سن کر میرا بھائی کچھ دیر میرے منہ کی طرف دیکھتا رہا پھر خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد میں بھی اٹھا، غسل کیا اور خدا کی تائید ونصرت اور ہدایت عطا ہونے پر حضور سجدہ ریز ہوکر شکر ادا کرنے لگ گیا۔ میں نے کہا کہ اے میرے پیارے خدا! میں آج سے احمدی مسلمان بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں آج سے تمام فرائض کی ادائیگی اور تزکیہ نفس کی تمام راہوں پر چلنے کی کوشش کروں گا۔ اور اے خدا تُو میری راہنمائی فرما اور اس صراط مستقیم پر چلنے میں میری مدد ونصرت فرما، آمین۔

بیعت

مجھے علم نہ تھا کہ فلسطین میں بھی جماعت موجود ہے۔ لہٰذا میں نے لندن میں رابطہ کیا تو فون پر بولنے والے شخص نے میرا فون نمبر وغیرہ لے لیا، پھر ایک ہفتہ کے بعد جماعت احمدیہ فلسطین کے بعض ممبران نے مجھے فون کیا اور ملاقات کے لئے بلایا۔اس روز امیر صاحب کبابیر بھی وہاں موجود تھے۔ ان کی موجودگی میں بفضلہٖ تعالیٰ مجھے خلیفۂ وقت کی بیعت کی توفیق ملی۔جس کے بعد میں بھی اس عالمی اخوت کا حصہ بن گیا جس کا ہر ممبر خلیفۂ وقت کے ساتھ اخلاص ووفا کے مضبوط رشتوں کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت اور اطاعت کے تعلق کے احساس میں جو روحانی لذت ہے اس کا اندازہ شاید صرف ایک احمدی کو ہی ہوسکتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

رَحمَۃٌ لِلعَالَمِین صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر فرمودہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1933ء میں یہ مضمون تصنیف فرمایا جو 26 نومبر 1933ء کو روزنامہ الفضل کے خاتم النبیین نمبر میں شائع ہوا۔

انسانی دماغ بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب قسم کا بنایا ہے۔ کئی کئی حالتوں میں سے وہ گزرتا ہے۔ ایک وقت فلسفہ کے دلائل اُسے الجھا رہے ہوتے ہیں تو دوسرے وقت وجدان کی ہوائیں اسے اُڑا رہی ہوتی ہیں۔ ایک وقت علم کے غوامض اسے نیچے کی طرف کھینچ رہے ہوتے ہیں تو دوسرے وقت عشق کی بلندیاں اسے اوپر کو اُٹھا رہی ہوتی ہیں۔ انہی حالتوں میں سے ایک حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کر رہا تھا۔ میری عقل اس کی حد بندی کرنا چاہتی تھی کہ میرا دل میرے ہاتھوں سے نکلنے لگا۔ اس بحر ناپیدا کِنار کی شناوری نے میری فکر کو سب قیود سے آزاد کر دیا اور وہ زمانہ اور مکان کی قید سے آزاد ہو کر اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر پرواز کرنے لگا۔

آسمان کے لیے رحمت

میری نگاہ آسمانوں کی طرف گئی اور میں نے روشن سورج اور چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھا۔ وہ کیسے خوش منظر تھے۔ وہ کیسے دل لبھانے والے تھے۔ ان کی ہر ہر شعاع محبت کی چمک سے درخشاں تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے جھلملیوں سے کوئی معشوق محوِ نظارہ ہے۔ میرا دل اس نظارہ کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا۔ مجھے اس روشنی میں کسی کی صورت نظر آتی تھی۔ کسی ازلی ابدی معشوق کی جو سب حُسنوں کی کان ہے۔ مجھ پر بالکل اسی کی سی حالت طاری تھی جس نے کہا ہے۔

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

نہ معلوم مَیں اس خیال میں کب تک محو رہتا کہ مَیں نے عالمِ خیال میں دیکھا سورج کی روشنی زرد، دھیمی پڑنے لگی، چاند اور ستارے مٹتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ وجود جو ان کی چمک دمک کا باعث تھا ناراض ہو کر پیچھے ہٹ گیا ہے اور جھروکہ جھانکنے والے کے چہرہ کے نور سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ زندہ نظر آنے والے کُرّے بے جان مٹی کے ڈھیر نظر آنے لگے۔ میں نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے کہ میری نظر نیچے کی گہرائیوں میں اپنے ہم جنس انسانوں پر پڑی۔ میں نے دیکھا ہزاروں لاکھوں بظاہر عقلمند نظر آنے والے انسان سر کے بل گرے ہوئے یا گھٹنے ٹیک کر بیٹھے ہوئے گڑگڑا گڑگڑا کر اور رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اے سورج دیوتا! مجھ پر نظر کر، میرے اندھیرے گھر کو اپنی شعاعوں سے منور کر، میری بیوی کی بے اولاد گود کو اولاد سے بھر دے اور میرے دشمنوں کو تباہ کر۔ کوئی کہتا اے چندر ماتا! میری تاریکی کی گھڑیوں کو اپنے نور سے روشن کر اور غموں اور رنجوں کو ہمارے گھر سے دُور کر۔ کوئی کہتا اے ستارو! تم خوشیوں کا موجب اور میری راحتوں کا منبع ہو۔ اے زہرہ! تُو محبت سے ہمارے گھروں کو بھر دے اور ہمارے پیاروں کے دل ہماری طرف پھیر دے۔ اور اے مریخ! تُو ہم پر ناراض نہ ہو اور مصیبتوں کی گھڑیاں ہم پر نہ لا، اپنا غصہ ہمارے دشمنوں کی طرف پھیر دے۔

میرا دل اس گھناؤنے نظارہ کو دیکھ کر سخت گھبرا گیا اور میں نے کہا انسان نے کیسی خوبصورت چیزوں کو کیسا گھناؤنا بنا دیا ہے۔ جب عاشق محبوب کے چہرے کی بجائے اس کی نقاب سے عشق کرنے لگتا ہے، جب اس کے حقیقی حسن کو بھلا کر وہ اس کے لباس کی زیبائش پر فریفتہ ہونے لگتا ہے تو محبوب اُس لباس سے نکل جاتا ہے اور خالی لباس عاشق کی طرف پھینک دیتا ہے کہ جا اور اسے دیکھا کر۔ مگر وہی لباس جو معشوق کے جسم پر خوبصورتیوں کا مجموعہ نظر آتا تھا اب کیسا بُرا، کیسا بھدّا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا یہی حال آسمان کے اجسام کا ہے۔ جب تک ان میں ازلی ابدی محبوب کا چہرہ دیکھا جائے وہ کیسے خوبصورت نظر آتے ہیں، کیسے شاندار، کیسے باعظمت۔ اور جب خود ان کی ذات مقصود ہو جائے ان کی عظمت کس طرح برباد ہو جاتی ہے۔ ہیئت دان کس طرح بے رحمی سے ان کو چیر پھاڑ کر ایک دھاتوں کا تودہ ایک گیسوں کا مجموعہ ثابت کر دیتے ہیں۔ میں نے اس خیال کے پیدا ہونے پر پہلے تو حسرت سے آسمانوں کی طرف اور ان کے کھوئے ہوئے حسن کی طرف دیکھا اور پھر انسان اور اس کی گُمشدہ عقل کی طرف نظر کی۔ میں اِسی حال میں تھا کہ ایک نہایت دلکش، نہایت سُریلی آواز دلوں کو مسحور کر دینے والی، افکار کو اپنا لینے والی میرے کانوں میں پڑی۔ اُس نے پُر جلال وشاندار لہجہ سے کہا۔ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ صرف اللہ کو جو ایک ہی ہے اور جس کا قبضہ اِن سب فلکی اجرام پر اور دوسری چیزوں پر ہے سجدہ کرو۔ اور یاد رکھو کہ اُس نے سورج کو بھی پیدا کیا ہے اور چاند کو بھی اور ستاروں کو بھی اور یہ سب اُس کے ایک ادنیٰ اشارے کے تابع اور خادم ہیں۔ یاد رکھو کہ وہی پیدا کرتا اور اُسی کا حکم چلتا ہے۔

وہ آواز کیسی مؤثر، کیسی موہ لینے والی تھی۔ زمین کی حالت یوں معلوم ہوئی جیسے کسی پر قُشَعْرِیْرَہ آ جاتا ہے۔ انسان یوں معلوم ہوا جیسے سوتے ہوئے جاگ پڑتے ہیں۔ ندامت، شرمندگی اور حیا کے ساتھ تمتماتے ہوئے چہروں کے ساتھ لوگ اُٹھے اور اپنے پیدا کرنے والے کے آگے جُھک گئے۔ آسمان پھر خوبصورت نظر آنے لگا، ازلی ابدی معشوق نے پھر سورج، چاند اور ستاروں کی جھلملیوں میں سے دنیا کو جھانکنا شروع کیا، پھر دنیا کا ذرہ ذرہ جلالِ الٰہی کا مظہر بن گیا، ہیئت دانوں کے سب استدلال اور دلیلیں حقیر نظر آنے لگیں، صاحبِ دل بول اٹھے، تم اپنی گیسوں اور دھاتوں کے نظریوں کو اپنے گھر لے جاؤ، تم چھلکے کو تو دیکھتے ہو مغز پر نِگہ نہیں ڈالتے۔ تم ان دھاتوں کے طوماروں اور گیسوں کے مجموعوں کے پیچھے نہیں دیکھتے کس کا حسن چمک رہا ہے؟ کس کا ہاتھ کام کر رہا ہے؟ میں نے دیکھا چاند کی وہ بے نور مٹی بھی جسے ہیئت دان کہتے ہیں کہ ہزاروں سال کے تغیرات کے ماتحت مُردہ ہو چکی ہے خوشی سے چمک رہی تھی۔ اُسے اِس سے کیا کہ وہ سرد ہے یا گرم، نیم مُردہ ہے یا زندہ، اسکا ذرہ ذرہ تو اس خوشی سے دمک رہا تھا کہ وہ اب سے **ایۃٌ مِّنْ آیَاتِ اللّٰہ** کہلائے گا۔ کسی چیز نے میرے دل میں ایک چٹکی لی اور میں نے ایک آہ بھری۔ پھر میں نے کہا کہ یہ آواز تو ان اجرامِ فلکی کے لیے ایک رحمت ثابت ہوئی۔

فرشتوں کے لیے رحمت

پھر میری نظر اَور بھی بلند ہوئی اور میں نے عالمِ خیال میں اوپر آسمانوں پر ایک مخلوق دیکھی جو نہایت خوبصورت اور نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کے چہرے مَیں نے عالَمِ کشف اور رؤیا میں دیکھے ہوئے تھے۔ میں نے عالَمِ خیال میں بھی ان کی ویسے ہی شکل دیکھی۔ وہ مجھے نہایت بھولے بھالے وجود نظر آئے۔ لطیف اجسام کے جن کو صرف روحانی آنکھ دیکھ سکتی ہے، پاکیزہ صورت اور پاکیزہ سیرت، محنتی اور کام کرنے والے۔ ایسے کہ اُن کو وقت کے آنے جانے کا کچھ علم ہی نہ ہوتا، اُن کا ہر لحظہ گویا آقا کی خدمت کے لیے رہن تھا۔ وہ مشینیں تھیں جو مالک کے اشارہ پر چلتی ہیں۔ مگر میں نے اپنی فکر کی آنکھ سے دیکھا کہ ان کے خوبصورت چہروں پر افسردگی کے آثار تھے۔ ان کی تازگی میں بھی ایک جھلک پژمردگی کی تھی۔ میں نے اس کے سبب کی تلاش کی مگر آسمان پر کوئی بات مجھے نظر نہ آئی جو اس کا موجب ہوتی۔ اُن کا آقا اُن سے خوش تھا اور وہ اپنے آقا سے خوش۔ پھر ان کی افسردگی کا کیا باعث تھا؟ میں نے پھر زمین پر نظر کی اور ایک دل دہلانے والا نظارہ دیکھا۔ میں نے بلند عمارتیں دیکھیں جو ان فرمانبردار روحوں کے نام پر بنائی گئی تھیں۔ میں نے ان کے مجسمے دیکھے جن کی لوگ پُوجا کر رہے تھے۔ میں نے بھاری بھرکم جسموں والے بڑے بڑے جُبّوں والے لوگ دیکھے جو نہایت سنجیدہ شکل بنائے ہوئے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ گویا سب دنیا کا علم سمٹ کر اُن کے دماغوں میں جمع ہو گیا ہے اپنے گرد وپیش بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس لہجہ میں کہ گویا وہ ایک بڑے راز کی بات انہیں بتا رہے ہیں۔ ایسی بات کہ جسے دوسرے لوگ عمر بھر کی جستجو اور بیسیوں سال کی تپسیا کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتے یہ کہہ رہے تھے کہ فرشتے اصل میں خدا کی بیٹیاں ہیں اور جو کام خدا تعالیٰ سے کرانا ہو تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ان خدا کی بیٹیوں کو قابو میں کیا جائے۔ اور وہ بزعمِ خود ایسی عبادتیں جن سے فرشتے قابو آتے ہیں لوگوں کو بتا رہے تھے۔ لوگوں کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے اور ان کے دل علمِ روحانی کا خزانہ لُٹانے والوں پر قربان ہو رہے تھے۔ پھر میری ایک اَور طرف نِگہ پڑی۔ میں نے دیکھا ویسے ہی جُبّوں والے کچھ اَور لوگ اپنے عقیدتمندوں کے جھرمٹ میں ایک کنویں کے پاس کھڑے ہوئے کچھ راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے۔ وہ انہیں بتا رہے تھے جس طرح ایک گہرا راز بتایا جاتا ہے کہ اس کنویں میں ہاروت اور ماروت دو فرشتے ایک فاحشہ سے عشق کرنے کے جُرم میں قید کیے گئے تھے۔ کچھ جُبّہ پوش تو اصرار کر رہے تھے کہ وہ اب بھی اس جگہ قید ہیں اور بعض تو یہاں تک کہتے تھے کہ ان کے کسی اُستاد نے ان کو اُلٹا لٹکے ہوئے دیکھا بھی ہے جسے سن کر کئی عقیدتمندوں کے جسم پر پھریری آ جاتی تھی۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ انسانی گناہ نے فرشتوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ میں اِسی حیرت میں تھا کہ میں نے پھر وہی آوازِ دلکش، مؤثر، شیریں آواز، محبت اور جلال کی ایک عجیب آمیزش کے ساتھ بلند ہوتی ہوئی سنی۔ اُس نے کہا فرشتے خدا کے بندے ہیں نہ کہ بیٹیاں اور وہ پوری طرح اس کے فرمانبردار ہیں۔ کبھی بھی اس کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے۔ لوگوں میں پھر بیداری پیدا ہوئی۔ بہت سے لوگ خوابِ غفلت سے چونکے اور اپنے پہلے عقائد پر شرمندہ اور نادم ہوئے۔ کئی اونچی عمارتیں جو خدا کی بیٹیوں کے نام سے کھڑی کی گئی تھیں گرا دی گئیں اور ان کی جگہ خدائے واحد وقہار کی عبادتگاہیں کھڑی کی گئیں۔ وہ کنویں جو فرشتوں کے گناہوں کی یادگار تھے اُجاڑ ہو گئے۔ زائرین نے ان کی زیارت ترک کر دی۔ میں نے دیکھا فرشتے خوش تھے۔ گویا اُن کے لباسوں پر گندے چھینٹے پڑ گئے تھے جسے دھونے والے نے دھو دیا۔ میرے دل سے پھر ایک آہ نکلی اور میں نے کہا یہ آواز ان فرشتوں کے لیے بھی ایک رحمت ثابت ہوئی۔

زمانہ کے لیے رحمت

میری نظر یہاں سے اٹھ کر زمانہ کی طرف گئی۔ میں نے کہا وقت کتنا لمبا ہے؟ کب سے یہ فرشتے کام کر رہے ہیں؟ کب سے سورج اور اس کے ساتھ کے سیارے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں؟ کون بتا سکتا ہے کہ زمانہ جو کچھ بھی ہے اس نے کس قدر تغیرات دیکھے ہیں؟ کس طرح اور کب سے یہ خوشی اور غم کا پیمانہ بنا رہا ہے؟ اگر وہ جاندار شَے ہوتا تو ایک بے اندازہ زمانہ تک اللہ کی مخلوق کی خدمت میں لگا رہنے پر اسے کس قدر فخر ہوتا۔ میں اسی خیال میں تھا کہ مجھے زمانہ کے چہرہ پر بھی دو داغ نظر آئے۔ مجھے کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے سنائی دیئے کہ زمانہ غیر فانی ہے، زمانہ خدا تعالیٰ کی طرح ازلی ابدی ہے۔ اور کچھ لوگ یہ کہتے سنائی دیئے کہ زمانہ ظالم ہے اس نے میرا فلاں رشتہ دار مار دیا۔ زمانہ بُرا ہے اس نے مجھ پر فلاں تباہی وارد کر دی۔ میں نے کہا اگر زمانہ زندہ شے ہوتی تو وہ ان باتوں کو سن کر ضرور ملول ہوتا۔ مگر معاً وہی آواز پھر بلند ہوئی۔ اس نے کہا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زمانہ ہمارے آدمیوں کو مارتا اور تباہ کرتا ہے یا وہ خدا ہے، غلط کہتے ہیں۔ انہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں۔ مارنا اور جِلانا تو خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ جب تک کسی چیز کو عمر دیتا ہے وہ قائم رہتی ہے۔ اور زمانہ اُس کے ساتھ بمنزلہ ایک کیفیت کے رہتا ہے۔ اور پھر اس نے کہا زمانہ کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کی صفات کا ایک ظہور ہے۔ پس تم جو اُسے گالیاں دیتے ہو درحقیقت خدا تعالیٰ کو گالیاں دیتے ہو۔ میرا دل اِس آواز والے کے اَور بھی قریب ہو گیا اور میں نے محبت بھرے دل سے کہا کہ یہ آواز تو زمانے کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

(باقی آئندہ)

جائیداد برائے فروخت

ربوہ کے بالکل وسطی علاقہ بالمقابل ایوان محمود، جائیداد (مکان اور دکانیں) برائے فروخت ہے۔ (ڈیلر حضرات سے معذرت)

رابطہ: انس احمد۔ حال لندن

فون: +44-7917275766

خطبہ جمعہ

ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عملوں کو اپنی رضا کے مطابق بھی بنائے اور پھر محض اپنے فضل سے اُنہیں قبول بھی کر لے۔ ہمارے عمل ایسے نہ ہوں جو دنیا کی ملونیوں کی وجہ سے ہمارے منہ پر مارے جانے والے ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اعمال کی توفیق پانے کے لئے نصائح اور اس سلسلہ میں درپیش خطرات کی نشاندہی۔

مکرم اعجاز احمد کیانی صاحب آف کراچی کی شہادت۔ مکرم عبدالحمید مومن صاحب درویش قادیان اور مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب آف کراچی کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20 ستمبر 2013ء بمطابق 20 تبوک 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرے اور اللہ تعالیٰ کا خوف اُس کو بہت سی نیکیوں کا وارث بنائے گا‘‘۔ پھر فرمایا کہ ’’اصل بات یہ ہے کہ اچھا اور نیک تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی پرکھ سے اچھا نکلے۔ بہت لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم متقی ہیں مگر اصل میں متقی وہ ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ کے دفتر میں متقی ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 630-629۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ اہم نصیحت ہے جو اگر ہمارے سامنے ہو تو ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں اور اُس کے بندوں کے حقوق بھی اُس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کرنے والے ہوں۔ لیکن اگر ہم اپنے زُعم میں اپنے آپ کو عبادتیں کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے سمجھتے ہیں لیکن ان تمام باتوں میں کسی بھی قسم کی بناوٹ یا دکھاوا ہے یا ہم عبادتیں کر تو رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا نہیں کر رہے تو ایسی عبادتیں بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول عبادتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا نہیں بناتی جو ایک انسان کا عبادت کرنے کا مقصد ہے۔

اس وقت مَیں آپ کے سامنے ایک لمبی روایت پیش کروں گا جو ایک نصیحت ہے یا وصیت کی صورت میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو کی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت معاذ سے فرمایا۔ يَا مُعَاذُ اِنِّیْ مُحَدِّثُکَ بِحَدِيْثٍ اِنْ اَنْتَ حَفِظْتَهٗ نَفَعَکَ۔ اے مُعاذ! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں، اگر تو نے اُسے یاد رکھا تو یہ تمہیں نفع پہنچائے گی اور اگر تم اُسے بھول گئے تو اللہ تعالیٰ کا فضل تم حاصل نہیں کر سکو گے اور تمہارے پاس نجات حاصل کرنے کے بارے میں اطمینان کے لئے کوئی دلیل باقی نہیں رہے گی۔ فرمایا کہ اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے سات دربان فرشتوں کو پیدا کیا۔ یعنی روحانی بلندیوں تک پہنچنے کے سات درجے ہیں اور اس کے مطابق انسان وہاں تک پہنچتا ہے۔ اور ان فرشتوں میں سے ایک ایک کو ہر آسمان پر بطور بَوَّاب یعنی دربان کے طور پر مقرر کر دیا ہے۔ اُن کی ڈیوٹی یہ ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ پر رہو اور صرف اُن لوگوں کو یہاں سے گزرنے دو جن کے گزرنے کی ہم اجازت دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے جو انسان کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور اُن کا روزنامچہ لکھتے ہیں، خدا کے ایک بندے کے اعمال لے کر جو اُس نے صبح سے شام تک کئے تھے، آسمان کی طرف بلند ہوئے اور ان اعمال کو اُن فرشتوں نے بھی پاکیزہ سمجھا تھا کہ یہ بہت اچھے اعمال ہیں اور ان اعمال کو بہت زیادہ خیال کیا تھا لیکن جب وہ اعمال لے کر پہلے آسمان پر پہنچے تو انہوں نے دربان فرشتے سے کہا کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور ایک بندے کے اعمال پیش کرنے آئے ہیں یہ اعمال بہت پاکیزہ ہیں۔ تو اس فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ تمہیں آگے جانے کی اجازت نہیں۔ تم واپس لَوٹو اور جس شخص کے یہ اعمال ہیں اُنہیں اُس کے منہ پر مارو۔ دربان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں یہ ہدایت دے کر کھڑا کیا ہے کہ مَیں کسی غیبت کرنے والے بندے کے اعمال کو اس دروازے میں سے نہ گزرنے دوں اور یہ شخص جس کے تم اعمال خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنے آئے ہو، یہ تو ہر وقت غیبت کرتا رہتا ہے۔ لوگوں کے پیچھے اُن کی باتیں کرتا رہتا ہے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اور فرشتے ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف چڑھے۔ وہ فرشتے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ اعمال بڑے پاکیزہ ہیں اور یہ بندہ اُنہیں بڑی کثرت سے بجا لا رہا ہے اور چونکہ ان اعمال میں غیبت کا کوئی شائبہ نہیں تھا اس لئے پہلے آسمان کے دربان اور حاجب فرشتے نے اُنہیں آگے گزرنے دیا۔ لیکن جب وہ دوسرے آسمان پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے اُنہیں پکارا کہ ٹھہر جاؤ۔ واپس لَوٹو اور ان اعمال کو ان کے بجا لانے والے کے منہ پر مارو۔ اُس فرشتے نے کہا کہ مَیں فخر و مباہات کا فرشتہ ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے یہاں مقرر کیا ہے کہ مَیں کسی بندے کے ایسے اعمال کو یہاں سے نہ گزرنے دوں جن میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ ہو اور وہ اپنی مجالس میں بیٹھ کر بڑے فخر سے اپنی نیکی کو بیان کرنے والا ہو۔ یہ شخص جس کے اعمال لے کر تم یہاں آئے ہو، لوگوں کی مجالس میں بیٹھ کر اپنے ان اعمال پر فخر و مباہات کا اظہار کیا کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر فرشتوں کا ایک اَور گروہ ایک اَور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا اور وہ ان فرشتوں کی نگاہ میں بھی کامل نور تھے، ایسے اعمال تھے جو بڑے چمکدار تھے۔ ان اعمال میں صدقہ و خیرات بھی تھا، روزے بھی تھے، نمازیں بھی تھیں اور وہ محافظ فرشتے تعجب کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا یہ بندہ کس طرح اپنے رب کی رضا کی خاطر محنت کر رہا ہے۔ اور چونکہ ان اعمال میں غیبت کا کوئی حصہ نہیں تھا، ان میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ نہیں تھا، اس لئے پہلے اور دوسرے آسمان کے دربان فرشتوں نے اُنہیں گزرنے دیا۔ لیکن جب وہ تیسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ۔ اِضْرِبُوْا بِهٰذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهٖ۔ کہ جس شخص کے یہ اعمال ہیں، تم خدا تعالیٰ کے حضور جن کو پیش کرنے جا رہے ہو، اُس کے پاس واپس لے جاؤ اور ان اعمال کو اُس کے منہ پر مارو۔ فرشتے نے کہا کہ میں تکبر کا فرشتہ ہوں، مجھے تیسرے آسمان کے دروازے پر اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دے کر کھڑا کیا ہے کہ اس دروازے سے کوئی ایسا عمل آگے نہ گزرے جس کے اندر تکبر کا کوئی حصہ ہو۔ اور یہ شخص جس کے اعمال تم اپنے ساتھ لائے ہو یہ بڑا متکبر ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان سے تکبّر اور اِباء کا سلوک کیا کرتا ہے۔ اور وہ اپنی مجالس میں گردن اونچی کر کے بیٹھنے والا ہے۔ اس کے اعمال گو تمہاری نظر میں اچھے نظر آ رہے ہیں لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول نہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چوتھا گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ وہ اعمال ان فرشتوں کو کَوْکَبٌ دُرِّيٌّ، یعنی روشن ستارے کی طرح خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ اُن میں نمازیں بھی تھیں، تسبیح بھی تھی، حج بھی تھا، عمرہ بھی تھا۔ وہ فرشتے یہ اعمال لے کر آسمان کے بعد آسمان اور دروازے کے بعد دروازے سے گزرتے چوتھے آسمان کے دروازے پر پہنچے۔ تو اُس کے دربان فرشتے نے اُنہیں کہا ٹھہر جاؤ۔ تم یہ اعمال اُن کے بجا لانے والے کے پاس واپس لے جاؤ اور اُس کے منہ پر دے مارو۔ اُس فرشتے نے کہا کہ مَیں خود پسندی کا فرشتہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ مَیں اُس شخص کے اعمال کو جس کے اندر عُجب پایا جاتا ہے، گویا وہ اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتا ہو اور خود پسندی کا احساس اُس کے اندر پایا جائے اور اُس میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا احساس نہ پایا جاتا ہو، اس چوتھے آسمان

کے دروازے سے اُسے نہیں گزرنے دیا جا سکتا کیونکہ میرے رب کا مجھے یہی حکم ہے کہ یہ شخص جب کوئی کام کرتا تھا تو خود پسندی کو اُس کا ایک حصہ بنا دیتا تھا، اُس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول نہیں ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں کا ایک پانچواں گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوا۔ ان اعمال کے متعلق ان فرشتوں کا خیال تھا کہ ''کَاَنَّهُ الْعَرُوْسُ الْمَزْفُوْفَةُ اِلٰی بَعْلِهَا'' وہ ایک سجی سجائی سولہ سنگھار سے آراستہ دلہن کی طرح ہے جو خوشبو پھیلاتی ہے اور اپنے دولہا کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ چاروں آسمانوں پر سے گزرتے ہوئے پانچویں آسمان پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے کہا کہ ٹھہر جاؤ، ان اعمال کو واپس لے جاؤ اور اس شخص کے منہ پر مارو اور اُسے کہہ دو کہ تمہارا خدا ان اعمال کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ میں حسد کا فرشتہ ہوں اور میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو حسد کرنے کی عادت ہو اُس کے اعمال پانچویں آسمان کے دروازے میں سے نہ گزرنے دوں گا۔ یہ شخص ہر علم حاصل کرنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے پر حسد کیا کرتا تھا۔ میں اس کے اعمال کو اس دروازے میں سے نہیں گزرنے دوں گا۔ کسی بھی عالم کو دیکھتا تھا، کسی بھی اچھے کام کرنے والے کو دیکھتا تھا تو حسد کرتا تھا۔ اس لئے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ یہ یہاں سے گزر سکے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں کا ایک چھٹا گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوا اور پہلے پانچ دروازوں میں سے گزرتا ہوا چھٹے آسمان تک پہنچ گیا۔ یہ اعمال ایسے تھے جن میں روزہ بھی تھا، نماز بھی تھی، زکوٰۃ بھی تھی، حج اور عمرہ بھی تھا اور فرشتوں نے سمجھا کہ یہ سارے اعمال خدا تعالیٰ کے حضور میں بڑے مقبول ہونے والے ہیں لیکن جب وہ چھٹے آسمان پر پہنچے تو وہاں کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ آگے مت جاؤ۔ اِنَّهٗ کَانَ لَا یَرْحَمُ اِنْسَانًا مِنْ عِبَادِاللّٰهِ۔ کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندے پر رحم نہیں کیا کرتا تھا اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں اس لئے کھڑا کیا ہے کہ جن اعمال میں بے رحمی کی آمیزش ہو میں اُنہیں اس دروازے سے نہ گزرنے دوں۔ تم واپس لوٹو اور ان اعمال کو اس شخص کے منہ پر یہ کہہ کر مارو کہ تمہارا اپنی زندگی میں یہ طریق ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرنے کی بجائے ظلم کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ تم پر رحم کرتے ہوئے تمہارے یہ اعمال کیسے قبول کرے۔ جب تم رحم نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر رحم نہیں کرے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اور فرشتے ایک بندے کے اعمال لے کر آسمان کے بعد آسمان اور دروازے کے بعد دروازے سے گزرتے ہوئے ساتویں آسمان پر پہنچ گئے۔ ان اعمال میں نماز بھی تھی، روزے بھی تھے، فقہ اور اجتہاد بھی تھا اور وَرَع بھی تھا، (یعنی پرہیزگاری بھی تھی) اور فرمایا کہ لَهَا دَوِیٌّ کَدَوِیِّ النَّحْلِ وَ ضَوْءٌ کَضَوْءِ الشَّمْسِ۔ کہ ان اعمال سے شہد کی مکھیوں کی آواز جیسی آواز آتی تھی یعنی وہ فرشتے گنگنا رہے تھے کہ ہم بڑی اچھی چیز خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور وہ اعمال سورج کی روشنی کی طرح چمک رہے تھے۔ اُن کے ساتھ تین ہزار فرشتے تھے۔ گویا وہ اعمال اتنے زیادہ اور بھاری تھے کہ تین ہزار اُن کے خوان کو اُٹھائے ہوئے تھے۔ جب وہ ساتویں آسمان کے دروازے پر پہنچے تو دربان فرشتے نے جو وہاں مقرر تھا کہا ٹھہرو، تم آگے نہیں جا سکتے تم واپس جاؤ اور ان اعمال کو اُس شخص کے منہ پر مارو اور اُس کے دل پر تالا لگا دو کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ مَیں اُس کے حضور ایسے اعمال پیش نہ کروں جن سے خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہو اور اُن میں کوئی آمیزش ہو۔ اُس شخص نے یہ اعمال غیر اللہ کی خاطر کئے۔ یہ شخص فقیہوں کی مجالس میں بیٹھ کر اور فخر سے گردن اونچی کر کے تفقّہ اور اجتہاد کی باتیں کرتا ہے تا اُن کے اندر اُسے ایک بلند مرتبہ اور شان حاصل ہو۔ اس نے یہ اعمال میری رضا کی خاطر نہیں کئے، بلکہ محض لاف زنی کے لئے کئے ہیں۔ وَ ذِکْرًا عِنْدَ الْعُلَمَاءِ وَصِیْتًا فِی الْمَدَائِنِ۔ اُس کی غرض یہ تھی کہ وہ دنیا میں ایک بڑے بزرگ کی حیثیت سے مشہور ہو جائے، علماء کی مجالس میں اُس کا ذکر ہو۔ وہ کام جو خالصاً خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو اور اُس میں ریاء کی ملونی ہو، وہ خدا تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں۔ فرشتے نے کہا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ میں ایسے اعمال کو آگے نہ گزرنے دوں۔ تم واپس جاؤ اور ان اعمال کو اُس شخص کے منہ پر دے مارو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور فرشتے ایک بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوئے اور ساتوں آسمانوں کے دربان فرشتوں نے اُنہیں گزرنے دیا۔ اُنہیں ان اعمال پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ ہر آسمان کا جو دربان تھا اُس نے کہا کہ اس کے اعمال ٹھیک ہیں، ظاہری لحاظ سے بالکل ٹھیک ہیں، گزرنے دیا۔ ان اعمال میں زکوٰۃ بھی تھی، روزے بھی تھے، نماز بھی تھی، حج بھی تھا، عمرہ بھی تھا، اچھے اخلاق بھی تھے، ذکرِ الٰہی بھی تھا اور جب وہ فرشتے ان اعمال کو خدا تعالیٰ کے حضور میں لے جانے کے لئے روانہ ہوئے تو آسمانوں کے فرشتے اُن کے ساتھ ہو لئے اور وہ تمام دروازوں میں سے گزرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ گئے۔ وہ فرشتے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا: اے ہمارے رب! تیرا یہ بندہ ہر وقت تیری عبادت میں مصروف رہتا ہے اور ہم اس کے ہر عمل کی، نیک عمل کی، اخلاص کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ بڑی نیکیاں کرتا ہے اور اپنے تمام اوقاتِ عزیزہ کو تیری اطاعت میں خرچ کر دیتا ہے۔ یہ بڑا ہی مخلص بندہ ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ غرض انہوں نے اس شخص کی بڑی تعریف کی۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اَنْتُمُ الْحَفَظَةُ عَلٰی عَمَلِ عَبْدِیْ کہ تمہیں تو میں نے اعمال کی حفاظت اور اُنہیں تحریر کرنے کے لئے مقرر کیا ہے، تم صرف انسان کے، اس بندے کے، ظاہری اعمال کو دیکھتے ہو اور اُنہیں لکھ لیتے ہو۔ پھر فرمایا وَأَنَا الرَّقِیْبُ عَلٰی قَلْبِ کہ میں اپنے بندے کے دل کو دیکھتا ہوں۔ اس بندے نے یہ اعمال بجالا کر میری رضا نہیں چاہی تھی بلکہ اس کی نیت اور ارادہ کچھ اور ہی تھا۔ وہ میرے علاوہ کسی اَور کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ فَعَلَیْهِ لَعْنَتِیْ۔ اس پر میری لعنت ہو۔ اس پر تمام فرشتے پکار اُٹھے۔ عَلَیْهِ لَعْنَتُکَ وَ لَعْنَتُنَا کہ اے ہمارے رب! اس پر تیری بھی لعنت ہے اور ہماری بھی لعنت ہے۔ اور اس پر ساتوں آسمانوں اور اُن میں رہنے والی ساری مخلوق نے اس پر لعنت کرنی شروع کر دی، یا اس پر لعنت کرنی شروع کر دے گی۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت یا نصیحت کو سنا تو آپ کا دل کانپ اُٹھا۔ آپ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کَیْفَ لِیْ بِالنَّجَاةِ وَالْخَلَاصِ۔ یا رسول اللہ! اگر اعمال کا یہ حال ہے تو ہمیں کیسے نجات حاصل ہو گی؟ اور میں اپنے رب کے قہر اور غضب سے کیسے نجات پاؤں گا؟

آپ نے فرمایا۔ ''اِقْتَدِ بِیْ'' کہ تم میری سنت پر عمل کرو اور اُس پر یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ کا ایک بندہ خواہ کتنے ہی اچھے عمل کیوں نہ کر رہا ہو، اُس میں ضرور بعض خامیاں رہ جاتی ہیں۔ اس لئے تم اپنے اعمال پر ناز نہ کرو بلکہ یہ یقین رکھو کہ ہمارا خدا اور ہمارا مولیٰ ایسا ہے کہ وہ ان خامیوں کے باوجود بھی اپنے بندوں کو معاف کر دیا کرتا ہے۔ وَحَافِظْ عَلٰی لِسَانِکَ۔ اور دیکھو اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اس سے کسی کو دکھ نہ پہنچاؤ۔ کوئی بری بات اُس سے نہ نکالو۔ وَلَا تُزَکِّ نَفْسَکَ عَلَیْهِمْ۔ اور اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار نہ سمجھو اور نہ اپنی پرہیزگاری کا اعلان کرو۔ وَلَا تُدْخِلْ عَمَلَ الدُّنْیَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ اور جو عمل تم خدا تعالیٰ کی رضا اور اخروی زندگی میں فائدہ حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو اُس میں دنیا کی آمیزش نہ کرو۔ وَلَا تُمَزِّقِ النَّاسَ فَیُمَزِّقُکَ کِلَابُ النَّارِ۔ اور لوگوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنے اور اُنہیں پھاڑنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو قیامت کے دن جہنم کے کتے تمہیں پھاڑ دیں گے۔ وَلَا تُرَاءِ بِعَمَلِکَ النَّاسَ اور اپنے عمل ریاء کے طور پر دنیا کے سامنے پیش نہ کیا کرو۔ اگر یہ کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی تم پر ہیں۔ (روح البیان جلد 1 صفحہ 78 تا 80 سورۃ البقرۃ زیر آیت نمبر 22 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

(الترغیب و الترھیب للمنذری جلد اول صفحہ 54 تا 56 باب الترھیب من الریاء و ما یقوله من خاف شیئاً منه حدیث نمبر 57 دار الحدیث قاہرہ 1994ء)

پس حقیقی نیکیوں کی توفیق اور مقبول نیکیوں کی توفیق بھی اُسی وقت ملتی ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہو۔ آپ باوجود کامیابیوں کی بشارتوں کے بڑے درد کے ساتھ اپنی اور اپنی جماعت کی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے دعائیں کیا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول بھی کیں، آئندہ کی بھی بشارتیں دے دیں۔ پھر بھی سجدوں میں تڑپ کر اور بے چینی سے دعا کیا کرتے تھے اور جب اس تڑپ کی وجہ پوچھی جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے، ایک تو اس کا خوف ہے۔ دوسرے کیوں نہ اللہ تعالیٰ کے جو فضل مجھ پر ہوئے ہیں مَیں اُس کا شکر گزار بنوں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی انعامات سے نوازا ہے اور اُمّت کے لئے کتنے وعدے دیئے ہیں۔ اس پر میں کیوں نہ شکر گزاری کروں۔ پس یہ وہ اُسوہ ہے جو آپ نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔

حقوق العباد کا سوال ہے تو دنیاوی غرضوں سے پاک ہو کر بلا تخصیص ہر ایک کے آپ کام آ رہے ہیں، ہر ایک کی مالی مدد فرما رہے ہیں۔ جو سوالی بھی آیا ہے اُس سوال کرنے والے کا سوال پورا فرما رہے ہیں۔ ہر ایک آپ کے رحم میں سے حصہ لے رہا ہے۔ ہر ایک آپ کے پیار اور شفقت سے فیض پا رہا ہے۔ پس آپ نے فرمایا اس طرح اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اُس کی عبادت کرو جس طرح مَیں کرتا ہوں، اُس کے عبدِ شکور بنو جس طرح مَیں شکر گزاری کرتا ہوں۔ اس طرح عبدِ رحمٰن بنو جس طرح میں حق ادا کرتا ہوں۔ جس طرح میں نے یہ نمونے قائم کئے ہیں تو تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہو گے۔ اسی طرح جس طرح میں نے حقوق العباد کی ادائیگی کی ہے، اگر تم میرے اُسوہ پر چلتے ہوئے بے غرض اور بے نفس ہو کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جاؤ گے۔ اگر صرف اپنی نیکیوں پر یہ سمجھتے ہوئے کہ مَیں بہت نیکیاں کر رہا ہوں، اپنی عبادتوں پر ہی اکتفا کرو گے یا اُنہی پر انحصار کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

پس سنت پر چلنے، آپ کے اسوہ پر عمل کرنے کے لئے ہمیں اپنے نفسوں کے جائزے لینے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اُس کا فضل مانگنا ہو گا کہ پتہ نہیں کونسا ہمارا عمل وہ معیار حاصل بھی کر رہا ہے یا نہیں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عملوں کو اپنی رضا کے مطابق بھی بنائے اور پھر محض اور محض اپنے فضل سے اُنہیں قبول بھی کر لے۔ ہمارے عمل ایسے نہ ہوں جو دنیا کی ملونیوں کی وجہ سے ہمارے منہ پر مارے جانے والے ہوں۔ ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہم اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی جنت کو حاصل کرنے والے ہوں اور اپنے ہر عمل کو اُس کی رضا کے مطابق ڈھال کر اِس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کا فیض پانے والے ہوں اور آنے والی زندگی میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کی جنت کے وارث ہوں۔ اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے ہماری یہ دعائیں قبول فرمائے۔

اس وقت مَیں جمعہ کی نماز کے بعد چند غائب جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک تو ایک شہید کا جنازہ ہے اور دو دوسرے وفات یافتگان ہیں۔ جو ہمارے شہید ہیں، مکرم اعجاز احمد کیانی صاحب ابن مکرم بشیر احمد کیانی

صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی کے، ان کی 18؍ستمبر کو شہادت ہوئی ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ان کو اورنگی ٹاؤن میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔تفصیلات کے مطابق مکرم اعجاز احمد کیانی صاحب 18؍ستمبر 2013ء کی صبح ساڑھے سات بجے موٹر سائیکل پر ملازمت کے لئے روانہ ہوئے، گھر سے نکلے۔ابھی کچھ دُور ہی گئے تھے کہ دیکھنے والوں کے مطابق، عینی شاہد کے مطابق ایک سپیڈ بریکر پر جب موٹر سائیکل کی رفتار کم ہوئی تو دو موٹر سائیکل سوار آپ کے قریب آئے اور دو گولیاں آپ کی بائیں پسلیوں کے قریب فائر کیں جس سے آپ موٹر سائیکل سے نیچے گر گئے اور گرنے کے بعد اُٹھنے کی کوشش کی جس پر حملہ آوروں نے سامنے کی طرف سے آپ پر فائر کئے۔خود کو بچانے کے لئے بایاں ہاتھ انہوں نے آگے کیا جس پر حملہ آوروں نے آپ کے ہاتھ پر فائر کیا اور پھر آپ کے سینے پر تین گولیاں فائر کیں۔جب آپ گر گئے تو آپ کے سر پر پیچھے سے بھی ایک گولی فائر کی جس کی وجہ سے آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر شہید ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

گزشتہ ماہ 21؍اگست کو آپ کے بہنوئی محترم ظہور احمد کیانی صاحب کو بھی اس علاقہ میں شہید کیا گیا تھا۔مکرم اعجاز احمد کیانی صاحب شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد کے دو چچا مکرم محمد یوسف کیانی صاحب اور مکرم محمد سعید کیانی صاحب کے ذریعہ ہوا۔آپ دونوں کو 1936ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ان کے والد کے دونوں ہی چچا بڑے صاحب علم تھے، علم دوست تھے۔انہوں نے باقاعدہ مطالعہ کرنے کے بعد بیعت کی توفیق حاصل کی تھی۔شہید مرحوم کے خاندان کا تعلق پریم کوٹ مظفر آباد آزاد کشمیر سے تھا۔شہید مرحوم یکم دسمبر 1984ء کو کراچی میں پیدا ہوئے اور کراچی میں ہی انٹر تک تعلیم حاصل کی۔پھر پانچ سال قبل پاکستان ملٹری آرڈیننس میں بطور سویلین ڈرائیور ملازمت اختیار کی۔شہادت کے وقت آپ کی عمر 29 سال تھی۔شادی 2009ء میں ثوبیہ صاحبہ سے ہوئی جو راجہ عبدالرحمٰن صاحب آف کوٹلی کشمیر کی بیٹی تھیں۔شہید مرحوم انتہائی مخلص، صلح جُو، نرم خُو اور خاموش طبیعت کے مالک تھے۔جماعتی خدمات کے حوالے سے ہمیشہ تعاون کرتے تھے۔جب کسی ڈیوٹی کے لئے بلایا جاتا تو ہمیشہ اطاعت کا مظاہرہ کرتے۔ان کے بھائی مکرم اعزاز احمد کیانی صاحب نے بتایا کہ شہادت سے ایک روز قبل اپنے بہنوئی مکرم ظہور احمد کیانی صاحب شہید کے ذکر پر آبدیدہ ہو گئے۔ظہور کیانی صاحب شہید کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور بڑے بھائی اور باپ کا مقام دیا کرتے تھے۔ان کی شہادت کے بعد کوئی بھی دن ایسا نہیں گزرا کہ آپ نے اُن کے گھر جا کر اُن کے بچوں کی خیریت نہ معلوم کی ہو۔اُن کی شہادت کا ان پر بڑا گہرا اثر تھا۔شہید مرحوم کی والدہ نے بتایا کہ چار بہنوں کے بعد بہت دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بیٹا عطا فرمایا تھا۔سوچ سمجھ کے بات کیا کرتا تھا، میرے ساتھ انتہائی پیار اور عقیدت کا تعلق تھا، ڈیوٹی پر جاتے ہوئے ہاتھ ملا کر خدا حافظ کہہ کر جاتا تھا۔میری دوائی کا خاص خیال رکھتا تھا۔بہنوں کا اس طرح خیال رکھتا جیسے بڑا بھائی ہو۔بہت نرم طبیعت تھی۔جب بھی گھر میں کوئی چیز لاتا تو خواہش ہوتی کہ سب کو دوں۔ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ شہید مرحوم بہت اچھی طبیعت کے مالک تھے۔ہر ایک کا فرض ادا کیا۔اچھے بیٹے، اچھے بھائی، اچھے باپ اور اچھے شوہر تھے۔کہتی ہیں جب بھی میں کبھی پریشان ہوتی تو پھر تسلی دلاتے۔اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلاتے۔بچوں کے ساتھ انتہائی شفقت کا سلوک کرتے، ان کے بہنوئی کی جو شہادت ہوئی ہے گزشتہ ماہ، تو بار بار کہتے رہے کہ کاش میں ان کی جگہ ہوتا۔شہید مرحوم نے والدین، پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ محترمہ، ایک بیٹی عزیزہ درّ عدن اعجاز عمر چار سال اور ایک بیٹا برہان احمد عمر ڈیڑھ سال سوگوار چھوڑے ہیں۔

کراچی میں حالات اس لحاظ سے خاص طور پر بہت خراب ہیں۔لگتا ہے کہ ایک ٹولہ ہے جو احمدیوں کی ٹارگٹ کلنگ (Target Killing) کر رہا ہے۔اس مقصد کے لئے خاص طور پر مقرر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔اصل میں تو مولوی اور اُن کی ہمنوائی میں حکومت کی شہ پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اس ظالم گروہ کی بھی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔دعاؤں کی بہت زیادہ ضرورت ہے، کراچی میں خاص طور پر زیادہ حالات خراب ہیں لیکن عموماً پاکستان میں بھی حالات بہت خراب ہیں، لاہور میں بھی اسی طرح کئی جگہ کئی احمدیوں کو اغوا کرنے کی کوشش کی گئی، مارنے کی کوشش کی گئی۔اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو وہاں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666   02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

دوسرا جنازہ جو آج اس کے ساتھ ادا کیا جائے گا، وہ مکرم عبدالحمید مومن صاحب درویش ابن مکرم اللہ دتہ صاحب کا ہے جو قادیان کے درویش تھے۔11؍ستمبر 2013ء کو مختصر علالت کے بعد 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

1916ء میں سندھ میں پیدا ہوئے تھے۔پھر اُس کے بعد جڑانوالہ فیصل آباد آ گئے، آپ کی پرورش وہاں ہوئی، وہیں تعلیم و تربیت پائی۔غالباً 1945ء میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے قادیان آ گئے تھے۔یہیں پہلی شادی ہوئی لیکن پارٹیشن کی وجہ سے قائم نہ رہ سکی تو اس سے کوئی اولاد بھی نہیں تھی۔دوسری شادی دورِ درویشی میں اڑیسہ میں مکرم سید شفیق الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم سید محي الدین صاحب مرحوم کی بڑی بیٹی امۃ اللہ فہمیدہ صاحبہ سے ہوئی۔ان کے بطن سے آٹھ بچے پیدا ہوئے۔پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں۔آپ کے پانچوں بیٹے سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔آپ نے اپنی درویشانہ زندگی نہایت سادگی اور بڑے صبر و تحمل کے ساتھ گزاری۔دوکانداری اور مختلف کام کر کے گزارہ کرتے تھے۔دفتر زائرین میں خدمت بجا لاتے رہے۔غیر مسلموں کو بڑے شوق سے تبلیغ کرتے تھے۔آپ نے دیہاتی مبلغ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔اسی دور میں ادیب فاضل کی ڈگری بھی حاصل کی۔صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند، مخلص اور باوفا انسان تھے اور کمزوری کے باوجود بھی آخری عمر تک باجماعت نماز کھڑے ہو کر ادا کیا کرتے تھے۔قرآنِ کریم سے بہت شغف تھا۔باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے تھے، مرحوم موصی بھی تھے۔

تیسرا جنازہ ہے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کا جو مختصر علالت کے بعد 12؍ستمبر کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1943ء میں 24 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی تھی۔آغاز میں دہلی کے امریکی سفارتخانے میں بطور کلرک ملازمت کی، پھر 1946ء میں پہلے لاہور پھر ایک سال کے بعد کراچی منتقل ہو گئے جہاں چوہدری شاہ نواز صاحب کے پاس ادویات کی درآمد کا کام شروع کیا۔اور پھر رہنے کی جگہ نہیں تھی ان کی تو دفتر میں سو جایا کرتے تھے۔1950ء میں چوہدری شاہ نواز صاحب کی مدد سے اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت عطا فرمائی۔دنیاوی تعلیم صرف میٹرک تھی لیکن بظاہر بڑے پڑھے لکھے لگتے تھے اور ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ یہ کافی تعلیم یافتہ ہیں۔1950ء میں نائب امیر کراچی مقرر ہوئے۔1953ء کے فسادات میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو وقتی طور پر چوہدری عبداللہ خان صاحب کی جگہ امیر جماعت کراچی مقرر کیا۔چوہدری صاحب سرکاری ملازم تھے اور امکان تھا کہ انہیں ملازمت سے ہٹا دیا جائے گا۔تاہم اس کے بعد چوہدری صاحب کی علالت کے باعث آپ بطور امیر کراچی کام کرتے رہے۔1964ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔جو کراچی کی تاریخ احمدیت لکھی گئی ہے اُس میں لکھا ہے کہ 1953ء کے فسادات میں حضرت مصلح موعود نے کراچی میں بھی ایک علیحدہ صدر انجمن احمدیہ قائم فرمائی تھی، اس کا ناظرِ اعلیٰ بھی آپ کو مقرر فرمایا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل علالت کے زمانے میں جو نگران بورڈ قائم ہوا تھا اس کے بھی آپ ممبر رہے۔خلافت کے وفادار، صاف گو، دیانتدار، بہت دعا کرنے والے اور مالی قربانی کرنے والے انسان تھے۔سخی دل اور مخلص انسان تھے۔خلافت کے بعد میرے سے انہوں نے بہت تعلق رکھا اور ان کو ہمیشہ بڑا احساس تھا اور ذرا ذرا سی تکلیف کا احساس کیا کرتے تھے۔دوستوں، عزیزوں اور ضرورتمندوں کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔آپ کا حلقہ احباب کافی وسیع تھا۔دوست احباب تمام دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔اور تعلقات کی وسعت کی وجہ سے تبلیغ بھی کیا کرتے تھے۔اللہ کے فضل سے آپ موصی تھے۔آپ کے ایک صاحبزادے ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب لمبے عرصے سے صدر جماعت کلیولینڈ اور نائب امیر امریکہ ہیں۔اور جماعتی ویب سائٹ جو ہے alislam.org اُس کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمت کر رہے ہیں۔ان کے دوسرے بیٹے شیخ فرحت اللہ صاحب نائب امیر فیصل آباد ہیں، اسی طرح پاکستان میں مرکز کے صنعت و تجارت مشاورتی بورڈ کے صدر بھی ہیں۔ان کی ایک صاحبزادی جمیلہ رحمانی صاحبہ یہاں لجنہ میں خدمات بجا لاتی رہیں۔ان کے میاں غلام رحمانی صاحب بھی یہاں یوکے میں بڑا عرصہ سیکرٹری وصایا رہے ہیں۔اسی طرح ان کی چھوٹی بیٹی ندرت ملک صاحبہ ہیں جو صدر لجنہ کولمبس اور صدر لجنہ ایسٹ مڈویسٹ ریجن امریکہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے، خاص طور پر اُس شہید کے والدین کو جن کا جوان بیٹا شہید ہو گیا۔اللہ تعالیٰ اُن کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور اُس کے وہ جو چھوٹے بچے ہیں خدا تعالیٰ اُن کا بھی کفیل ہو، اُن کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنی امان میں رکھے۔

دوسری بات یہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں چند ہفتوں کے لئے دورے پر جا رہا ہوں۔دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ دورہ بابرکت فرمائے اور جو مقاصد ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فضل سے پورا فرمائے۔

آسٹریلیا کے پہلے احمدی

حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ

اورآپ کی جلیل القدر خدمات کا تذکرہ

(غلام مصباح بلوچ۔ مبلغ سلسلہ کینیڈا)

دوسری وآخری قسط

آپ کی اسلامی خدمات

حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ نے ایک مسلمان ہونے کے ناطے آسٹریلیا میں دین اسلام کی خدمت کی بھی توفیق پائی۔ یہاں افغان اور ایشیائی باشندے جہاں نسلی تعصّبات کا سامنا کررہے تھے وہاں مسلمان یہاں کے بعض لوگوں کی طرف سے دینی بغض وحسد کا بھی شکار تھے۔

1895ء میں آپ آسٹریلیا پہنچے ہیں اور یہاں پہنچتے ہی آپ نے اخبارات واشتہارات کے ذریعے دین اسلام کے دفاع کی خدمت سرانجام دی۔ پرتھ (Perth) کے ایک مقامی اخبار The Western Mail نے ایک مضمون میں اسلام کی طرف جھوٹی تعلیم منسوب کرتے ہوئے اس دین کی شدت پسندی وغیرہ ثابت کرنے کی کوشش کی تو آپ نے فوراً ایڈیٹر کے نام ایک خط کے ذریعے اس کی تردید کی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

Sir, will you allow me to correct the misleading statement published about our religion, viz. "according to the Mohamedan faith, a man has no chance of Heaven if he is hanged." This is not true. The faith of Islam is free from such foolish ideas ..... Religion is not responsible for the conspiracy refered to by you.

yours

H. MUSAKHAN

(The Western Mail, Friday 17 April 1896 page 27 column 4)

نہ صرف یہ کہ آپ نے اسلام کے خلاف لگنے والے ان الزامات کو رد فرمایا بلکہ حکام آسٹریلیا کو ہمیشہ یہ باور کرایا کہ آسٹریلیا میں رہنے والے مسلمان اور ایشیائی لوگ فرمانبردار اور امن پسند رعایا ہیں۔

Perth میں مسلمانوں نے اپنی مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے انتظامی امور کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ اس کمیٹی کے آنریری سیکرٹری اور Treasurer اور Secretary of Fund مقرر ہوئے۔ یہ مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگست 1906ء میں مکمل ہوئی۔ اس مسجد اور آسٹریلیا میں مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ کی مرتب کردہ کتاب HISTORY OF ISLAMISM IN AUSTRALIA (From 1863-1932) تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اس 97 صفحات پر مشتمل کتاب میں مسجد کی تاریخ کے علاوہ مختلف اعلیٰ حکام، ایڈیٹرز وغیرہ کے نام لکھے گئے خطوط اور مضامین بھی یکجا کیے ہیں۔ یہ خطوط اور مضامین آپ کی غیرت اسلام، تبلیغ احمدیت، ہمدردی قوم اور غیر مسلموں سے روابط وغیرہ جیسے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً اخبار The Western Mail نے 1924ء میں اپنی ایک خبر میں یہ محاورہ استعمال کیا کہ "The mountain would not go to Mahomet, so Mahomet must perforce go to the mountain" (یہ محاورہ مستشرقین نے آنحضرت ﷺ کے خلاف ایک جھوٹے اور خودساختہ واقعہ کی بنیاد پر بنایا ہے کہ ایک دفعہ محمد (ﷺ) نے کفار کو کہا کہ میں اس پہاڑ کو آواز دے کر اس کے میرے پاس چل کر آنے کا معجزہ دکھا سکتا ہوں جب آپؐ نے آواز دی اور پہاڑ چل کر نہ آیا تو محمد (ﷺ) نے کہا کہ کوئی بات نہیں اگر پہاڑ چل کر میرے پاس نہیں آسکتا تو میں چل کر اس کے پاس چلا جاتا ہوں۔) آپ نے غیرت رسولؐ کے جذبے سے یکم جنوری 1925ء کو ایڈیٹر کو جواباً لکھا

If they desire to use the phrase as a mere figure of speech, they should substitute the word "Jesus" for that of "Mahomet" because it was Jesus Christ who claimed to remove the mountain by the power of faith.... St. Matthew, Chap. 21, v.21.

Unfotunately, it is not recorded in the New Testament anywhere whether Jesus Christ or any of His followers ever performed that ....

ایسا منہ توڑ جواب ملنے پر اخبار کے مینیجنگ ڈائریکٹر نے معافی کا خط لکھتے ہوئے آپ کو لکھا

We must express our regret that the religious feelings of the Mohammedans have been injured.

21 جنوری 1925ء کو اسی ایڈریس سے جہاں سے کہ آپ نے خط لکھا تھا عبدالکریم نامی ایک شخص نے بعینہٖ آپ والا خط اخبار Kalgoorlie Miner کے ایڈیٹر کو لکھا۔ 25 فروری 1926ء کو آپ نے مشہور پادری Rev. Samuel M. Zwemer ایڈیٹر رسالہ دی مسلم ورلڈ کو اسی غلط محاورے کے حوالے سے خط لکھا جس نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے آئندہ ایسی دل آزار باتوں سے اجتناب کرنے کا لکھا۔

اسلامی غیرت سے سرشار آپ کی اور کئی باتیں ہیں یہاں صرف ایک پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے شروع ہی میں آپ کا مختصر سوانحی خاکہ آپ کی تصویر کے ساتھ یوں درج ہے:

PHOTO OF
M. H. MUSAKHAN

(Nephew of K. B. Morad Khan). Born at Karachi, Sind, India, on the 30th May 1863.

1. Winner of Mansfield Scholarship, at N. J. High School, Karachi, Sind, India, 1883.
2. Winner of Sir Frank Soutar's Scholarship, Bombay University, 1887.
3. Matriculated Student of St. Xavier's College, Bombay, 1887.
4. Drawing Teacher, High School Shikarpur, Sind, India 1889-90.
5. Headmaster, Anglo-Vernacular and Technical School Kandiaro, Sind, India 1891-92.
6. Scholar of five Oriental languages, viz.- Pushto, Persian, Sindi, Urdoo and elementary Arabic.
7. Founder of the Mosque, Perth, Western Australia 1904.
8. Representative of Camel Men at the Royal functions:-

(1) Coolgardie, W. A. March 1896.
(2) Perth and South Perth, July 1901.
(3) Perth, W. A. May 1927.
(4) Coronation Durbar, Special Royal Pavilion, Delhi, India 12th December 1911.

1919ء میں آپ نے جنگ عظیم اول کے بعد فرانس میں coloured troops کی موجودگی کے خلاف ہونے والے معاہدات کے متعلق ایک کالم لکھا اور ایسے معاہدات کو ردّ کرتے ہوئے ان افریقی مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھائی اور اسلام کے شاندار ماضی کے متعلق کئی مستشرقین کے حوالے دیے۔ اس کالم کے آخر میں آپ نے اپنا نام M. H. MUSAKHAN Ahmadi لکھا ہے۔

(The MERCURY, Hobart, Saturday 24 December 1921 page 14)

1924ء میں آپ نے پرتھ کے ایک اخبار The Mirror کے ایک خصوصی نمائندہ کو دعوت دی کہ وہ پرتھ میں واقع مسلمانوں کی مسجد کا دورہ کرے اور بے شک اسلامی تعلیمات کے متعلق اپنی آنکھوں دیکھا حال رپورٹ کرے۔ اس خصوصی نمائندہ نے مسجد کو دورہ کرنے کے بعد اپنے اخبار کے 6 ستمبر 1924ء کے شمارے میں پورے صفحہ پر تصویروں کے ساتھ اس مسجد کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا۔ آپ کے متعلق لکھا:

When I suggested to Mr. M. H. Musakhan that I would like, if it were permitted, to visit the Mosque, he was ready with a courteous invitation.

"We shall be pleased to meet you. he said, and show you our place of worship."

اس اخباری نمائندہ کے دورے کا یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنے دورۂ مسجد کے بارے میں لکھے گئے اسی مضمون میں یہ اعلان کیا کہ

Somehow or other the average Westerner imagines that with the sacredness with which the Mohammedan regards his temple of worship there is an element of dark secrecy. But there really isn't.

(The Mirror, Perth, Saturday 6 1924 page 12)

آپ نہ صرف missionary of Islam کے طور پر مشہور تھے بلکہ اسلامی معاملات میں سند سمجھے جاتے تھے۔ پرتھ کے اخبار Mirror نے 1926ء میں ایک تفصیلی رپورٹ Mohammed Remembered In Perth کے عنوان سے شائع کی جس میں آنحضرت ﷺ کی وفات کے حوالے سے مسجد پرتھ میں ہونے والے پروگرام کی رپورٹنگ کی، رپورٹ کے ساتھ آپ کی تصویر شائع کرتے ہوئے نیچے لکھا:

Mr. M. H. Musakhan, one of our leading Mohammedan citizen, who is a recognised authority on matters concerning his faith.

(Mirror, Perth, Saturday 25 September 1926 page)

آپ کی سلسلہ احمدیہ کے لیے خدمات

اسلام کی محبت اور اس کی تعلیم و تبلیغ میں آپ کی کوششوں کا کچھ اظہار مندرجہ بالا خبروں سے ہوتا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اسلامی تعلیمات کی تجدید اور احیاء دین کے لیے بھیجا، جب اس دعویٰ کی ندا آپؓ تک پہنچی تو آپ بھی نہ صرف اس مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہوئے بلکہ ساری زندگی آپ کے لائے ہوئے پیغام کی تبلیغ اور اس کی ترویج میں مصروف رہے۔ آپ نے آسٹریلوی اخباروں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیغامات اور صداقت کے نشانوں کا جابجا چرچا کیا، کبھی خطوط کی شکل میں، کبھی اخباروں میں کالم کی شکل میں اور کبھی چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی شکل میں غرضیکہ مختلف ذرائع سے آپ نے اسلام کے اس نئے سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کی۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کے چند ہفتوں بعد آپ نے اخبار میں Count Tolstoi کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا جس میں جہاں روسی ریفارمر کونٹ ٹالسٹائی کا مختصر ذکر کیا وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے انقلاب کا بھی تفصیلی تذکرہ کیا، آپ لکھتے ہیں:

in this age Count Tolstoi of Russian fame, and Mirza Ghulam Ahmad, Cheif of Qadian (India), are a kind of double in several aspects. Both have revolutionised their respective countries and spheres by the forcible expression of their views.

(The West Australian, Perth, Monday 21 September 1908 page 7)

مضمون میں آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے اور حالات کا ذکر کرکے آخر پر حضورؑ کی کتاب ''پیغام صلح'' کے اقتباس انگریزی میں ترجمہ کرکے درج کیے ہیں۔

1909ء میں آپ نے The Meat Export Trade کے عنوان سے ایک کالم لکھا اور گوشت کے متعلق بنائی جانے والی مختلف پالیسیوں پر تبصرہ کیا۔ گوکہ نفس مضمون کا حضرت اقدس علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن آپ نے اس میں بھی ''پیغام صلح'' کے حوالے سے حضورؑ کا ذکر کردیا کہ

Recently a movement for peace was set on foot by a well-known reformer in India, proposing, on behalf of the Mohammedans, to stop killing the sacred beast of the Hindus, if the latter agreed to respect all the prophets of God,

(Western Mail, Perth, Saturday 20 February 1909 page 11)

حضرت اقدسؑ کی اس امن پسند تجویز کا ذکر کے مدراس کے اخبار Indian Patriot کا حوالہ بھی دیا ہے کہ انہوں نے حضرت اقدسؑ کی اس تجویز کو بہت سراہا ہے۔ یہی کالم آپ نے پرتھ کے ایک اور اخبار میں بھی شائع کرایا، آخر پر اپنے نام کے ساتھ جگہ Cooglegong, Pilbarra لکھی ہے۔ اسی مضمون کا ذکر اخبار بدر قادیان نے 25 مارچ 1909ء صفحہ 5,6 پر کیا ہے۔

1908ء میں آپ نے موجودہ زمانے میں ہونے والے انقلابی تغیرات کے بارے میں لکھا کہ قرآن کریم نے اس کے متعلق پہلے سے ہی خبر دے دی تھی کہ جب قومیں آپس میں ملائی جائیں گی اور اونٹ بے کار ہوجائیں گے وغیرہ۔ اس مضمون کے آخر پر آپ نے حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر اس طرح کیا ہے

When Mirza Ghulam Ahmed was attacked by his opponents by calling him "A mad man", becuase his views were so broad as could not be grasped by people of ordinary intellect, he answered:

"I did not know wisdom until I became mad.

Oh madness! Need I say how grateful am I to thee."

(The West Australian, Perth, Thursday 24 September 1908 page 3)

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ سنگاپور 2013ء

لندن سے روانگی۔ سنگاپور میں ورود مسعود۔ مسجد طٰہٰ سنگاپور میں والہانہ استقبال۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔

سنگاپور اور ہمسایہ ممالک سے آنے والے سینکڑوں افراد نے اپنے پیارے آقا سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

21 ستمبر بروز ہفتہ و 22 ستمبر بروز اتوار 2013ء

آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک انتہائی اہمیت کا حامل اور مبارک دن ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سنگاپور کے لئے اپنا دوسرا سفر اختیار فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سنگاپور کا پہلا دورہ 4/اپریل 2006ء تا 10/اپریل 2006ء تک فرمایا تھا۔

سنگاپور کے اس سفر کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس ریجن کے تمام ممالک جن میں انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی، فلپائن، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، ویت نام، پاپوانیوگنی اور میانمار (برما) وغیرہ ہیں سے احباب جماعت بڑی تعداد میں سنگاپور پہنچ رہے ہیں۔ یوں اس ایک ملک کے سفر سے نو ممالک کی جماعتیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود سے فیضیاب ہوں گی اور ان سبھی کی دید کی پیاس بجھے گی اور سالہا سال سے اپنے پیارے آقا کے دیدار سے ترسی ہوئی روحیں خوب سیراب ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے اُن بے انتہا فضلوں اور برکتوں اور انعامات سے حصہ پائیں گی جو اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے سے ہی اس بابرکت دورہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے 20 ستمبر 2013ء کے خطبہ جمعہ میں اس سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''انشاء اللہ تعالیٰ مَیں چند ہفتوں کے لئے دورے پر جا رہا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ دورہ بابرکت فرمائے اور جو مقاصد ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے پورا فرمائے۔''

اس بابرکت سفر کا آغاز 21 ستمبر 2013ء کو ہوا جب پچھلے پہر پانچ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین مسجد فضل لندن کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ اور اس دوران مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج غانا سے گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور قریباً سوا پانچ بجے ایئرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل، سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈ کے حصول اور امیگریشن کی تمام کارروائی ایک خصوصی انتظام کے تحت مکمل ہو چکی تھی۔ چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی اور لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب (مبلغ انچارج یوکے)، مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب (امیر و مبلغ انچارج غانا)، مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب (صدر مجلس انصار اللہ یوکے)، مکرم منیر الدین شمس صاحب (ایڈیشنل وکیل التصنیف و مینیجنگ ڈائریکٹر MTA انٹرنیشنل)، مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج غانا، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (وکالت تبشیر)، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص) ایئرپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔ ان سبھی احباب نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضور انور کو الوداع کہا۔

قریباً پونے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہونے کے لئے لاؤنج سے روانہ ہوئے۔ حضور انور کی گاڑی ایک خصوصی انتظام کے تحت جہاز کی سیڑھیوں کے پاس لائی گئی اور پروٹوکول آفیسر حضور انور کو جہاز میں سوار کروا کر واپس گئی۔

برٹش ایئرویز کی پرواز BA0011 رات سات بج کر پچپن منٹ پر ہیتھرو ایئرپورٹ سے سنگاپور کے لئے روانہ ہوئی۔ بارہ گھنٹے بیس منٹ کی مسلسل پرواز کے بعد اگلے روز 22 ستمبر بروز اتوار بعد از دوپہر سنگاپور کے مقامی وقت کے مطابق تین بج کر پندرہ منٹ پر جہاز سنگاپور کے Changi انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم دوسری بار سنگاپور کی سرزمین پر پڑے۔ سنگاپور کا یہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ دنیا کے مصروف ترین ہوائی اڈّوں میں شمار ہوتا ہے جہاں ہر تین منٹ کے بعد جہاز اترتا یا اُڑتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جونہی جہاز سے باہر تشریف لائے تو پروٹوکول آفیسر نے اپنے بعض سٹاف ممبران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک خصوصی انتظام کے تحت سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ جہاں نیشنل پریذیڈنٹ سنگاپور عبدالعزیز مجید صاحب، مبلغ انچارج سنگاپور حسن بصری صاحب، نائب صدر سنگاپور عبدالحلیم صاحب، صدر خدام الاحمدیہ سنگاپور سعید امیر صاحب، امیر جماعت انڈونیشیا عبدالباسط صاحب، مبلغ انچارج انڈونیشیا سیوطی عزیز احمد صاحب، مبلغ انچارج ملائشیا عین الیقین صاحب، نیشنل پریذیڈنٹ و مبلغ انچارج فلپائن معصوم احمد صاحب، مبلغ انچارج کمبوڈیا فجر ایوب صاحب، مبلغ سلسلہ ویت نام مجیب احمد صاحب، نیشنل صدر جماعت میانمار (برما) مکرم عبدالقادر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کا استقبال کیا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

نیشنل مجلس عاملہ سنگاپور کے بعض عہدیداران کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا سے آنے والے بعض جماعتی عہدیداران اور اِن ہمسایہ ممالک سے آنے والے مبلغین کرام نے اپنے پیارے آقا سے مصافحہ کی سعادت پائی۔

نیشنل صدر لجنہ سنگاپور، نائب صدر لجنہ سنگاپور، صدر لجنہ انڈونیشیا، نائب صدر لجنہ انڈونیشیا، سسٹر خدیجہ سابق صدر لجنہ انڈونیشیا، نائب صدر لجنہ ملائشیا نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

MTA انٹرنیشنل کی ٹیم جو ایک روز قبل لندن سے سنگاپور پہنچی تھی۔ ان استقبالیہ مناظر کی ریکارڈنگ کر رہی تھی۔

اسی لاؤنج میں امیگریشن کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً چار بجے ایئرپورٹ سے روانہ ہو کر ساڑھے چار بجے Lotus Apartments پہنچے۔ مقامی جماعت نے ان اپارٹمنٹس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور وفد کے ممبران کی رہائش کا انتظام کیا ہے۔ یہ اپارٹمنٹس علاقہ Joo Chiat میں واقع ہیں اور ایئرپورٹ سے اس جگہ کا فاصلہ قریباً 15 کلومیٹر ہے۔

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق سات بج کر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت سنگاپور کے مرکزی سینٹر ''مسجد طٰہٰ'' کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں رہائشی جگہ سے اس مرکزی سینٹر کا فاصلہ صرف ایک کلومیٹر ہے، آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد طٰہٰ'' تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور مشن ہاؤس پہنچے۔ احباب جماعت نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے بڑے والہانہ انداز میں اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ خوبصورت لباس میں ملبوس مقامی بچوں اور بچیوں نے مل کر کورس کی شکل میں دعائیہ خیر مقدمی نظمیں پڑھیں اور بعض منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ سنگاپور کے یہ بچے اور بچیاں جو اردو زبان سے نابلد تھیں لیکن اردو زبان میں ترنّم کے ساتھ یہ دعائیہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔

مرد و خواتین سبھی کی نظریں حضور انور کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھیں اور ہر طرف سے السلام علیکم حضور! کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ سات سال کے طویل عرصہ کے بعد دوبارہ یہ دن ان کی زندگیوں میں آیا تھا کہ ان کا پیارا آقا بنفس نفیس ان میں رونق افروز تھا۔ یہ خوشی و مسرّت کے لمحات تھے اور خوش نصیب تھے یہ لوگ جو اپنے آقا کے دیدار سے فیضیاب ہو رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مرد احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے مسجد میں تشریف لے آئے اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

ملک سنگاپور ایک بڑے جزیرہ اور 63 چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ 720 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی ساحلی سرحد 193 کلومیٹر ہے۔ یہ ملک مشرق سے مغرب تک 40 کلومیٹر اور شمال سے جنوب 20 کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ کُل آبادی قریباً چار ملین ہے۔ سنگاپور کے شمال میں ملائشیا اور جنوب میں انڈونیشیا ہے۔ ملائشیا اور سنگاپور کی سرحدیں ایک کلومیٹر لمبے پُل کے ذریعہ آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ سنگاپور دنیا کی چوتھی بڑی بندرگاہ ہے جہاں سالانہ کروڑوں ٹن سامان اتارا یا لادا جاتا ہے۔ یہ سارا ملک ہی سرسبز و شاداب ہے۔ رنگا رنگ کے خوش نما پھولوں اور چھوٹی چھوٹی سرسبز و شاداب پہاڑیوں اور سمندر کے نیلے پانیوں میں پھیلے ہوئے خوبصورت جزیروں سے مزیّن ہے۔ یہاں کے لوگ خوشحال اور متموّل ہیں۔ شاید ہی کوئی بیکار ہو۔ یہاں کا معیار تعلیم بہت بلند ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 697 مربع کلومیٹر پر پھیلے ہوئے ملک میں پانچ سو سے زائد سکول اور دو سو کالج یونیورسٹیاں ہیں۔

سنگاپور میں جماعت کا قیام 1935ء میں عمل میں آیا جب حضرت مولانا غلام حسین ایاز صاحب پہلے مبلغ کے طور پر سنگاپور پہنچے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں ''تحریک جدید'' کا اعلان فرمایا۔ اس اعلان کے بعد آپؓ نے مختلف ممالک میں ''تحریک جدید'' کے تحت مبلغین بھجوائے۔ اس طرح سنگاپور مشن کو ''تحریک جدید اسکیم'' کے تحت قائم ہونے والے مشنوں میں اوّلیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیرونی ممالک میں جماعت اور مشن کے قیام میں سنگاپور کی جماعت اور یہاں مشن کا قیام تحریک جدید کا پہلا پھل ہے۔

سنگاپور جماعت کا موجودہ مرکز اور ''مسجد طٰہٰ'' دو کشادہ سڑکوں Onan Road اور Campbell Road کے وسط میں واقع ہے۔ یہ قطعہ زمین سنگاپور کے سب سے پہلے مبلغ حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز نے 1947ء میں خریدا تھا۔ اس کا رقبہ 19137 مربع فٹ ہے۔ اس رقبہ پر لکڑی سے بنا ہوا ایک رہائشی مکان بھی تھا جو 1983ء تک بطور مسجد اور مشن ہاؤس استعمال میں لایا جاتا رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1983ء میں اپنے دورۂ سنگاپور کے دوران یہاں اس احاطہ میں ''مسجد طٰہٰ'' کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کی یہ عمارت دو سال کے عرصہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ سنگاپور کی یہ ''مسجد طٰہٰ'' ہشت پہلو ہے اور اس کی دو منزلیں ہیں۔ اوپر کا حصہ مردوں کے نماز پڑھنے کے لئے ہے۔ نچلے حصے کے نصف حصہ خواتین کے نماز پڑھنے کے لئے مخصوص ہے اور باقی نصف میں جماعت اور اس کے ذیلی تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ اس مسجد کے اوپر سبز رنگ کا گنبد ہے۔ یہ مسجد بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔

اب مسجد کے ساتھ دو منزلہ خوبصورت مشن ہاؤس بھی تعمیر ہو چکا ہے۔ اس مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پہلے دورۂ سنگاپور کے دوران 7 اپریل 2006ء کو رکھا تھا۔ اس مشن ہاؤس کی پہلی منزل میں لجنہ کے لئے ہال ہے جو نمازوں کی ادائیگی اور دوسرے مختلف پروگراموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دوسری منزل پر دو رہائشی اپارٹمنٹس ہیں اور دفاتر ہیں اور گیسٹ رومز بھی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کی وجہ سے بہت بڑی تعداد میں احباب جماعت اس ریجن کے مختلف ممالک سے سنگاپور پہنچ رہے ہیں۔ صرف انڈونیشیا سے ہی دو ہزار سے زائد احباب اور فیملیز سنگاپور آ رہی ہیں جبکہ ملائشیا سے آنے والوں کی تعداد بھی پانچصد سے زائد ہے۔ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد طٰہٰ کے صحن اور کھلے احاطہ میں مارکی لگا کر احباب کے بیٹھنے اور نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا ہے۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ یہ دن بڑے ہی مبارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ دن، یہ خوشی و مسرّت کے لمحات اور یہ سعادتیں ان لوگوں کے لئے دائمی برکتوں کا موجب بنا دے۔ آمین

باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2013ء

❁...... بلغاریہ، کوسوو، البانیا، لاٹویا، میسیڈونیا سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے الگ الگ ملاقاتیں۔ وفود میں شامل افراد کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے متعلق محبت اور اخلاص بھرے جذبات اور جلسہ سالانہ سے متعلق نیک تاثرات۔ حضور انور کے زرّیں ارشادات۔ ❁...... میسیڈونیا کے وفد کی ایک خوبصورت نظم۔ ❁...... Zenit میگزین کے نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو۔

❁...... نماز جنازہ حاضر وغائب ❁...... انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔ ❁...... تقریب آمین۔

جرمنی سے روانگی اور لندن میں ورودِ مسعود

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

2 جولائی بروز منگل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بج کر بیس منٹ پر تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن نے دفتری ملاقات کی اور بعض معاملات پیش کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہدایات حاصل کیں۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے شعبہ جائیداد کے ممبران کے ساتھ دفتری ملاقات کی اور بعض امور میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہدایات حاصل کیں۔

بلغاریہ کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

اس کے بعد بارہ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق ملک بلغاریہ سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

امسال جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بلغاریہ سے 80 افراد پر مشتمل وفد نے شرکت کی توفیق پائی۔ اس وفد میں 25 احمدی احباب کے علاوہ 55 غیر مسلم عیسائی اور غیر از جماعت مسلمان احباب شامل تھے اور ان میں زیادہ تعداد ایسے احباب کی تھی جو پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔ وفد میں وکلاء، اساتذہ، بزنس مین اور عام طبقۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔

50 سے زائد افراد بذریعہ بس تقریباً 30 گھنٹے کا طویل سفر کر کے جرمنی پہنچے اور باقی افراد بذریعہ ہوائی جہاز اور بذریعہ ٹرین تشریف لائے۔ اس کے علاوہ جرمنی میں مقیم بلغارین احباب میں سے بھی 15 افراد نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق پائی۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وفد کے ممبران نے تینوں دن جلسہ کی کارروائی بڑے شوق اور انہماک سے سنی۔ تمام کارروائی کا رواں ترجمہ بلغارین زبان میں ہوتا رہا۔

تمام ممبران نے سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ خاص طور پر جرمن احباب کے ساتھ حضور انور کے خطاب پر بھی بلغارین وفد کی حاضری بھرپور تھی۔ اسی طرح بیعت کی تقریب میں بھی شامل ہوئے۔

یہ سبھی مہمان اس وقت کا بڑی شدت سے انتظار کرتے ہیں جب انہیں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل ہونا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر سبھی احباب نے کھڑے ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں سے جلسہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ جس پر تمام مہمانوں نے جلسہ کے انتظامات کی تعریف کی اور کہا کہ اتنی بڑی تعداد میں مہمانوں کو سنبھالنا اور ہر ایک کی ضروریات کا خیال رکھنا معجزہ سے کم نہیں۔ بچوں کو پانی پلاتے ہوئے دیکھ کر بہت حیرانی ہوتی تھی۔ تمام لوگ ایک دوسرے سے خوش ہو کر ملتے تھے۔ یہاں اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا۔

ہوائی جہاز کے ذریعہ آنے والے مہمانوں نے بھی کہا کہ ایئرپورٹ سے لے کر یہاں تک ہمیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ جس طرح ہمارا خیال رکھا گیا ہم اس پر جماعت کے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے شکر گزار ہیں۔

❁...... ایک دوست نے کہا کہ میں روس میں بھی رہا ہوں اور دیگر کئی ممالک میں گیا ہوں لیکن جب یہاں آ کر میں آپ لوگوں سے ملا ہوں تو اس کے بعد احساس ہوتا ہے کہ آپ جیسے لوگ ساری دنیا میں نہیں ہیں۔ آپ بہت پیار اور محبت کرنے والے اور انسانیت کی قدر کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ کہتے ہوئے وہ روتے جا رہے تھے۔

❁...... ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دورانِ ملاقات ''میرا باپ'' کہہ کر پکارا۔ ملاقات کے بعد کہنے لگے کہ میں نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ کسی مقدس ہستی کو دیکھا ہے۔ میں عیسائی ہوں مجھے اپنے مذہبی راہنما سے بھی ملاقات کی توفیق نہیں ملی۔ لیکن یہاں آ کر جب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سامنے بیٹھا تو مجھے انتہائی سکون ملا۔ جیسے بچہ اپنے ماں باپ کی گود میں آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے حضور کو ملاقات کے دوران باپ کہہ کر پکارا تھا۔

❁...... ایک دوست جو کہ وکیل ہیں اور مذہباً عیسائی ہیں چار پانچ سال سے لگاتار جلسہ سالانہ جرمنی میں شریک ہو رہے ہیں لیکن پچھلے سال ذاتی مصروفیت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ گزشتہ سال بلغاریہ سے آئے ہوئے وفد سے ملاقات کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا کہ وہ جو بہت سوالات کرتے ہیں کیا وہ اس دفعہ نہیں آئے۔ تو عرض کیا گیا کہ وہ اس دفعہ شرکت نہیں کر سکے۔

جلسہ کے بعد واپس جا کر جب یہ بات ان وکیل صاحب کو بتائی کہ آپ کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا تھا۔ تو کہنے لگے اگلے سال جو بھی ہو مَیں جلسہ سالانہ میں ضرور شریک ہوں گا۔ کہنے لگے کہ کروڑوں لوگوں سے خلیفہ وقت کا رابطہ ہے۔ اس کے باوجود اس طرح ایک ایک شخص کا خیال رکھنا، یہ صرف اللہ کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں۔ چنانچہ انہوں نے چھٹیاں حاصل کیں اور اس مرتبہ جلسہ میں شریک ہوئے۔

❁...... ایک مہمان عیسائی عورت جو کہ سکول ٹیچر ہیں انہوں نے بتایا کہ یہاں جلسہ کے انتظامات دیکھ کر بہت حیران ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات نے گہرا اثر کیا ہے۔ اللہ کرے کہ بلغاریہ کے تمام لوگ آپ کے پیچھے چلیں۔ ہم بلغاریہ میں بہت مشکل زندگی گزار رہے ہیں۔ اور آپ کے پیچھے چلنے میں ہمارے لئے امن اور سکون ہے۔

موصوفہ نے 3 سال قبل ایک خواب دیکھی تھی کہ میرے دائیں بائیں دو بزرگ شخصیات پگڑی پہنے بیٹھی ہیں۔ جب میرا تعارف افراد جماعتِ احمدیہ سے ہوا تو میں نے جب تصاویر دیکھیں تو حیران رہ گئی کہ دائیں طرف والے بزرگ بانیٔ جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور بائیں طرف والے بزرگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ اس پر مجھے اسلام احمدیت میں دلچسپی بڑھی اور میں نے جماعت کے بارہ میں ریسرچ شروع کی۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت بھی اسی غرض سے ہے۔

ملاقات کے دوران موصوفہ نے کہا کہ آپ بھی نیک کام کرتے ہیں۔ میں بھی بچوں کی تربیت کرتی ہوں اور نیک کام کرتی ہوں۔ کیا میں اپنے آپ کو آپ کا حصہ سمجھ سکتی ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ خدا رب العالمین ہے۔ خدا مسلمانوں کا رب ہے، عیسائیوں کا رب ہے اور ہندوؤں کا بھی رب ہے۔ ہم سب کو ایک ہو کر انسانیت کی تعلیم دینی چاہئے۔ اچھائیوں اور نیکیوں کے قیام کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعویٰ نبوت سے قبل حلف الفضول معاہدہ میں شامل تھے۔ اور وہ معاہدہ یہ تھا کہ ہم سب مل کر مظلوم کی مدد کریں گے اور غریب و مظلوم کو اس کا حق دلوائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر کوئی شخص خواہ اس کا کسی مذہب سے تعلق ہو مجھے حلف الفضول معاہدہ کی طرف بلائے گا تو میں ضرور اس میں شامل ہوں گا اور دوسروں کے ساتھ مل کر غریبوں اور مظلوموں کی حمایت کیلئے کام کروں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر بحیثیت جماعت ہماری تعلیم کو اچھا سمجھتی ہیں اور طلباء کو پڑھاتی بھی ہیں تو یہ ان کی پاک فطرت ہے۔ مجھے امید ہے کہ ایک دن انشاء اللہ العزیز جماعتی نظام میں شامل ہوں گی۔

❁...... اس کے بعد ایک خاتون نے عرض کیا کہ میں پہلی دفعہ یہاں آئی ہوں۔ یہاں ہر آدمی ہم سے مسکراتے ہوئے ملا ہے۔ ہمارا اچھا خیال رکھا ہے۔ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

❁...... اسی طرح ایک خاتون نے عرض کیا کہ میں بھی پہلی دفعہ آئی ہوں۔ ایئرپورٹ سے لے کر اب تک اتنا پُرجوش استقبال ہوا ہے اور خدمت کی ہے کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ میں سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

❁...... ایک خاتون نے کہا کہ میں یہ دیکھنے آئی تھی کہ جو باتیں بتائی جاتی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں؟ یہاں آ کر دیکھا ہے کہ سب کچھ سچ ہے۔ ایک حیران کن نظام ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ حضور جیسے عظیم انسان چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھی تربیت کر رہے ہیں۔ میں اس پر بہت حیران ہوئی ہوں۔ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ حضور انور کی تقاریر نے بہت اثر کیا ہے۔ میں واپس جا کر بتاؤں گی کہ یہ یہ باتیں ہمیں جلسہ سے ملی ہیں۔

موصوفہ نے کہا کہ حضور انور ہمارے لئے دعا کریں کہ جس طرح یہاں ہو رہا ہے ہم وہاں بلغاریہ میں بھی کریں۔

❁...... ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مل کر بہت خوش ہوں۔ ہر دفعہ جب آتا ہوں تو انتظامات دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہوں۔ 30 ہزار افراد کا کھانا، ٹرانسپورٹ، سونے کا انتظام یہ سب ایک معجزہ

ہے۔حفاظتی انتظامات سے بھی بہت متاثر ہوا ہوں۔حفاظتی نقطۂ نگاہ سے بہت اچھا انتظام تھا۔

موصوف نے بتایا کہ ہر سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں بہت پیارے انداز میں مخاطب ہوتے ہیں۔حضور انور کے الفاظ ہمارے دلوں میں اترتے ہیں اور اثر کرتے ہیں۔

موصوف نے کہا کہ وہ بلغاریہ کے متعلق بتانا چاہتے ہیں کہ وہاں حالات بڑے مشکل ہیں۔بلغاریہ میں مفتی کی وجہ سے دوسرے مسلمان طاقت میں ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر اس شخص سے ملک کی جان چھڑائے جو ملک کے لئے فائدہ مند ہونے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔مسلمان جو مذہب کے نام پر ظلم کر رہے ہیں اور زیادتیاں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے دوسرے مسلمانوں کو بچائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمانوں کو تکلیف اس وجہ سے زیادہ ہوتی ہے کہ وہ رحمۃ للعالمین کے نام پر ظلم و تشدد کرتے ہیں۔ظلم و تشدد کی فضا اپنے ماحول میں قائم کی ہوئی ہے۔

موصوف نے کہا کہ میں جس شہر میں رہتا ہوں وہاں مسجد تھی اور مولوی تھا لیکن کوئی بھی مسجد میں نہیں آتا تھا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہی حال ہے۔ان مولویوں کو تو صرف منبر چاہئے اور کچھ نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جس کو اسلام کا درد ہے اس کا انکار کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جس کو دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے اس کو بجائے قبول کرنے کے اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور اس کے پیغام کے پھیلنے میں روکیں ڈال رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ آپ کے حالات ٹھیک کرے اور بہتر کرے۔

❁......اس کے بعد ایک بچے نے کہا کہ میں حضور کا باڈی گارڈ بننا چاہتا ہوں۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سکول میں پڑھائی کرو۔خدا تعالیٰ آپ کو اس قابل بنائے کہ آپ بہت بڑے سکالر اور سائنسدان بنیں۔

❁......ایک دوست نے عرض کیا کہ اگر کہیں اطمینان اور سکون ملا ہے تو وہ یہیں ملا ہے۔حضور انور کی پر حکمت باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں۔

آپ کے بارے میں جو سنا ہے وہ حقیقت میں بھی دیکھ لیا ہے۔اپنی نسلوں کو بتاؤں گا کہ اگر اخوت و محبت اور پیار سے رہنا ہے تو احمدی ہو جاؤ۔احمدیوں کی اخوت و محبت ایک مثال ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے آپ کے چہرے کے تاثرات سے نظر آ رہا تھا کہ آپ کی آواز دل سے نکل رہی ہے۔الفاظ خواہ کچھ بھی ہوں۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ ایک فیملی بلغاریہ سے یہاں نہیں آسکی۔انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سلام عرض کی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔اور ان کی دعا کی درخواست پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

❁......ایک احمدی دوست ATANAS صاحب نے کہا کہ میں دس سال قبل جلسہ پر حاضر ہوا تھا بعد میں میری شادی ہو گئی۔میری بیوی کی یہ دوسری شادی تھی۔ہماری اولاد نہیں ہو رہی تھی۔میں اپنی بیوی کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی میں شریک ہوا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اولاد کیلئے دعا کی درخواست کی۔ الحمدللہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور جلسہ کی برکات سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اولاد کی نعمت سے نوازا ہے۔میں اپنے دونوں بچوں (بڑی بیٹی اور چھوٹا بیٹا ہے) کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کرنے حاضر ہوا ہوں تا کہ حضور انور کو دکھا دوں کہ یہ دونوں حضور انور کی دعا سے حاصل ہوئے ہیں۔حضور انور کی دعائیں ہر جگہ قبول ہوتی ہیں۔انسان جہاں بھی ہو، جس جگہ بھی ہو حضور انور کی دعاؤں کا وارث بنتا ہے۔

موصوف نے حضور انور کی خدمت میں ان دونوں بچوں کیلئے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ اور پین عطا فرمائے۔مرد حضرات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرف مصافحہ سے نوازا اور آخر پر گروپ فوٹو ہوئے۔اس طرح تقریباً 50 منٹ جاری رہنے والی یہ ملاقات اختتام پذیر ہوئی۔ملاقات کے بعد احباب اپنی خوش قسمتی پر بہت خوش تھے اور بار بار اس خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور شکر ادا کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہماری زندگی کے خوشگوار لمحات نصیب فرمائے۔نیز کہتے کہ جو روحانی ماحول ہمیں یہاں ملا اس کا تذکرہ ہم واپس جا کر اپنے ماحول اور اپنی اولادوں سے کریں گے تا کہ وہ بھی اس سے فائدہ اٹھانے والے بنیں۔

❁......**امسال جلسہ سالانہ جرمنی میں بلغاریہ کے دو صحافی جن کا تعلق نیشنل ٹیلی ویژن سے ہے مع اپنی فیملیز شریک ہوئے**۔یہ دونوں صحافی 2009ء کے جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کر چکے ہیں اور انہوں نے جلسہ کے بعد جماعت کے حق میں ایک ڈاکومنٹری بنا کر بلغاریہ کے نیشنل ٹی وی پر بھی دکھائی تھی۔اس ڈاکومنٹری میں جماعت کا تعارف اور مختلف احباب کے انٹرویوز اور جلسہ سالانہ کے مختلف مناظر دکھائے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے جماعت کا تعارف وسیع پیمانے پر ہوا تھا۔

انہوں نے امسال بھی جلسہ کے دوران ویڈیو بنائی اور مختلف احباب کے انٹرویوز کئے۔جلسہ سے واپسی پر مؤرخہ 6 جولائی 2013ء کی صبح کی نشریات ''جاگو'' میں جماعت کے تعارف پر مشتمل ڈاکومنٹری پیش کی۔اس میں جماعت کا تعارف، جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کو دکھایا جاتا رہا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ گاہ آمد اور تقاریر کی جھلکیاں اور انٹرویوز بلغارین زبان میں ترجمہ کر کے پیش کئے۔اس میں انہوں نے جلسہ کی غرض و غایت اور جماعت کا تعارف کروایا اور آخر پر ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کا ذکر کیا۔الحمدللہ اس سے تقریباً 3 ملین احباب تک جماعت کا پیغام پہنچا ہے۔

بلغاریہ کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات بارہ بجکر بیس منٹ تک جاری رہی۔

کوسووو سے آنے والے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

بعد ازاں ملک کوسووو (Kosovo) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔کوسووو سے سات افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا تھا۔

❁......سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام ممبران سے ان کا حال دریافت فرمایا۔بعد ازاں **Ilirian Ibrahimi صاحب** نے بتایا کہ وہ دو سال قبل جلسہ پر آئے تھے اور ہر دو دفعہ جلسہ سالانہ ان کے لئے عظیم الشان اور بے حد ایمان افروز تھا۔موصوف نے بتایا کہ جلسہ کے ان تین دنوں میں حضور کے پُر معارف خطابات اور تقاریر جلسہ کا روحانی ماحول اور بالخصوص حضور کی اقتدا میں نمازیں پڑھنے سے انسان اللہ اور اس کے رسول حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو جاتا ہے۔ Ilirian صاحب نے اسی سال وصیت کا فارم پر کیا ہے۔گو کہ وہ چندہ 1/10 کی شرح سے پہلے ہی دینا شروع کر چکے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر Ilirian صاحب نے بتایا کہ وہ مڈل سکول میں mathematics کے ٹیچر ہیں۔موصوف نے اپنی شادی کیلئے دعا کی درخواست کی اور بتایا کہ وہ 23 سال کے ہیں۔

موصوف نے عرض کیا کہ دو سال قبل حضور سے ملاقات کے دوران انہوں نے حضور سے دعا کی درخواست کی تھی کہ ان کی بہنیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائیں۔جلسہ سے واپسی کے دو ہفتوں بعد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں سے ان کی بہنوں نے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔اس بار وہ حضور کی خدمت میں اپنی بہنوں کے مناسب رشتوں کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اچھے رشتے عطا فرمائے۔

Ilirian صاحب نے بتایا کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ باقاعدگی سے سنتے ہیں اور حضور جو علوم و معارف سے پُر باتیں بیان فرماتے ہیں ان کیلئے وہ حضور کے بے حد ممنون ہیں۔اسی طرح انہوں نے حضور انور کے خطبات جمعہ ترجمہ کرنے والوں کیلئے بہترین جزائے خیر کیلئے دعا کی درخواست کی اور جو افراد ابھی تک باقاعدگی سے خطبات سے استفادہ نہیں کر رہے ہیں ان کیلئے بھی دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ خطبات کا البانین ترجمہ شاہد احمد بٹ صاحب مبلغ البانیہ کرتے ہیں۔

❁...... **کوسووو سے آنے والے وفد کے ایک ممبر Alban Zeqiraj صاحب** نے بتایا کہ وہ معلم سلسلہ ہیں اور پچھلے سال بھی جلسہ پر آئے تھے۔انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال اسی کمرہ میں انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنی شادی کیلئے دعا کی درخواست کی تھی۔اُس وقت شادی کے بظاہر کوئی آثار نہیں تھے۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے نہ صرف یہ کہ ان کی شادی ہو چکی ہے بلکہ ان کی اہلیہ امید سے بھی ہیں۔موصوف نے اپنی اہلیہ کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کی اور دعا کی درخواست کی۔

❁......**وفد کے ایک ممبر Petri Bytyci صاحب نے بتایا** کہ وہ پہلی بار جلسہ پر آئے ہیں۔حضور نے ان سے جلسہ کے تاثرات دریافت فرمائے۔اس پر موصوف نے بتایا کہ ان کا اول تاثر وہی ہے جو Ilirian صاحب بیان کر چکے ہیں۔اس کے علاوہ جو بات ان کے دل کو چھو گئی وہ یہ تھی کہ انہوں نے جلسہ سالانہ میں چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک کو مہمانوں کی بے لوث خدمت میں مصروف پایا۔جہاں چھوٹے بچے بڑی ہی محبت کے ساتھ انہیں پانی پلا رہے تھے تو عمر رسیدہ افراد نہایت ہی اخلاص کے ساتھ ڈائننگ ٹیبلوں کی صفائی کر رہے تھے۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا انہیں اس دوران کسی پریشانی کا سامنا تو نہیں ہوا؟ اس پر Petri صاحب نے بتایا کہ انہیں ذرہ بھر بھی پریشانی کا سامنا نہیں ہوا بلکہ اتنی مہمان نوازی دیکھ کر انہیں شرمندگی کا احساس ہو رہا تھا۔

موصوف نے عرض کیا کہ ان کے والدین اسی سال بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔نیز یہ کہ اب ان کے خاندان میں سوائے ان کی بہن کے جو شادی شدہ ہے باقی سب احمدیت قبول کر چکے ہیں۔حضور انور نے ان سے ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔موصوف نے بتایا کہ وہ Prishtina شہر کی heating system کے ادارہ میں کام کرتے ہیں۔اسی طرح وہ باسکٹ بال کے کوچ بھی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان کا قد باسکٹ بال کیلئے موزوں ہے۔

❁......**وفد کے ایک ممبر Dardan Ramadani صاحب نے بتایا** کہ انہوں نے ستمبر 2010ء میں بیعت کی تھی اور ان کو اس سال بفضلہ تعالیٰ وصیت کرنے کی توفیق ملی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے ان کے کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔موصوف نے بتایا کہ وہ کوسووو کی ایک handicapped سوسائٹی میں جاب کرتے ہیں۔موصوف نے بتایا کہ وہ دو سال پہلے جلسہ پر پہلی دفعہ آئے تھے۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آیا ان دو سالوں میں انہیں کوئی بہتری نظر آئی ہے یا نہیں؟ اس پر Dardan صاحب نے بتایا کہ تعداد کے لحاظ سے تو بہتری ہے۔لیکن انتظامی لحاظ سے انہیں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا کیونکہ دونوں جلسے بہترین تھے اور یہ کہ شاید وہ اس سے زیادہ بہتر کا تصور نہیں کر سکتے۔

Dardan صاحب نے بھی اپنی شادی کیلئے دعا کی درخواست کی۔حضور نے ان سے ان کی عمر دریافت فرمائی جس پر موصوف نے بتایا کہ وہ 21 سال کے ہیں۔اسی طرح موصوف نے بتایا کہ وہ موسیٰ رستمی صاحب مرحوم سابق صدر جماعت کوسووو کی اہلیہ کے بھائی ہیں اور ان کی بہن نے حضور انور کی خدمت میں السلام علیکم عرض کی اور بتایا کہ وہ اپنی بیٹی Emine Rustemi کے علاج کے سلسلہ میں ایک دن قبل ہالینڈ گئی ہیں۔انہوں نے بچی کی

جرمنی میں سرکاری ٹرانسلیٹر (ترجمان)

جرمنی میں پاکستان کے سرکاری و ذاتی کاغذات کا جرمن۔انگریزی۔اردو۔عربی۔سپینش زبانوں میں سرکاری ترجمان سے ترجمہ کروانے کے لئے

رابطہ: مظفر محمود۔سرکاری ترجمان

DOLMETSCHER & ÜBERSETZER

Tel: 0157-38927387

Fax: 06158-917040

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

کامل و عاجل شفایابی کیلئے بھی حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

آخر پر صمد غوری صاحب مبلغ سلسلہ نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کی کہ ہم Montenegro میں احمدیت کی تبلیغ کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں کامیابی کیلئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

اس کے بعد وفد کے ممبران نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

کوسووو کے وفد کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات ساڑھے بارہ بجے ختم ہوئی۔

البانیا سے آنے والے وفد کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

بعد ازاں البانیا سے آنے والے وفد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

البانیا سے بارہ افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام ممبران سے تعارف حاصل کیا۔

❁......ایک نوجوان میاں بیوی جنہوں نے ماسٹرز کیا ہوا ہے نے بتایا کہ جلسہ بہت اچھا تھا۔ سارا انتظام، نظم و ضبط بہت اعلیٰ تھا۔ مہمان نوازی بہت اچھی تھی۔ ہم سب بہت خوش ہیں۔ ہم نے جو یہاں دیکھا ہے وہاں جا کر بتائیں گے۔ دو سال قبل بھی ہم آئے تھے۔ واپس جا کر جلسہ کے بارہ میں سب کو بتایا تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرنا ہماری شدید خواہش تھی اور آج ہماری خواہش پوری ہوگئی ہے۔

❁......ایک ممبر نے بتایا کہ یہ جلسہ بہت بڑا تھا۔ بڑی تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ کی طرف جو خطاب فرمایا تھا اس کا ہمارے دلوں پر گہرا اثر ہوا ہے۔ حضورانور نے تربیت کے حوالہ سے باتیں بیان فرمائیں اور کھل کر ہر بات سب کے سامنے بیان کی۔ قرآن کریم سے بتایا اور آیات کی تشریح فرمائی۔

❁......ایک ممبر نے بتایا کہ جہاں سے ہم آئے ہیں وہاں کریمینل (criminal) لوگ بہت زیادہ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح یہ پیغام ان لوگوں تک بھی پہنچے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب آپ لوگوں نے ہی پیغام پہنچانا ہے۔ اس پر ممبران نے کہا کہ اب ہمارا فرض ہے اور ہم انشاء اللہ پہنچائیں گے۔

❁......پھر ایک خاتون نے جس نے ماسٹرز کیا ہوا تھا عرض کیا کہ میں پہلی دفعہ آئی ہوں اور بہت متاثر ہوئی ہوں۔ تقاریر بہت اچھی تھیں۔ لجنہ کی تقریر سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ اپنے خاوند کے ساتھ آئی ہوں۔

❁......ایک خاتون نے بتایا کہ میں بھی بہت خوش ہوں۔ گزشتہ سال میرے والد صاحب آئے تھے۔ میری ساری فیملی کیلئے دعا کریں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

❁......ایک دوست نے بتایا کہ گزشتہ سال جب میں آیا تھا تو میں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تھی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میرے لئے دعا کی تو اس کے بعد میرے گھر کی ہر چیز صحیح چل رہی ہے۔ مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے۔

❁......ایک ممبر نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کیلئے دعا کریں۔ یورپ میں شامل ہو رہا ہے۔ سب اکٹھے ہو جائیں اور ملک کیلئے بہتر ہو۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

❁......ایک دوست نے بتایا کہ دو سال قبل میرے والد صاحب آئے تھے۔ انہوں نے واپس جا کر جلسہ کے بارہ میں بتایا تھا۔ تو والد صاحب کا پیغام ہی آج مجھے یہاں لے کر آیا ہے اور میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مل رہا ہوں۔

❁......وفد کے ایک ممبر نے بتایا کہ وہ میونسپل کمیٹی کے وائس چیئر مین ہیں اور میئر کی طرح ہیں اور جماعت کیلئے کام کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ جس طرح ہم محبت و پیار کے پیغام کو سمجھتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ ہمیں اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ موصوف نے کہا کہ ہمارے ملک میں اس پیغام کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہمارے ملک میں بھی پیار و محبت قائم ہو اور لوگ اس پیغام کو سمجھیں اور امن سے زندگی گزاریں اور رواداری سے رہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کی مدد کرے۔

❁......ایک ممبر نے عرض کیا کہ حضورانور کب البانیا تشریف لائیں گے؟ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب آپ دعوت دیں گے۔ وفد نے بتایا کہ ہم تو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کیلئے تیار ہیں۔

آخر پر وفد کے تمام ممبران نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

البانیا کے وفد کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات بارہ بج کر پچاس منٹ تک جاری رہی۔

لاٹویا (Latvia) کے وفد کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ ملاقات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق ملک لاٹویا (Latvia) سے آنے والے وفد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملک لاٹویا سے پانچ افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔

اس وفد میں چار غیر احمدی پاکستانی نوجوان تھے جو سبھی وہاں یونیورسٹی وغیرہ میں زیرِ تعلیم ہیں۔ ان میں سے ایک میڈیسن پڑھ رہے ہیں اور کارڈیالوجسٹ بن رہے ہیں۔ ایک کمپیوٹر انجینئرنگ کر رہے ہیں۔ دوسرے دو بھی انجینئرنگ کے شعبہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے فرمایا کہ اچھا ہوا آپ آئے ہیں۔ آپ خود دیکھیں گے تو آپ کو صحیح حقیقت پتہ چلے گی۔ بعض علماء اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کی بجائے بری تصویر پیش کر کے غلط تاثر قائم کرتے ہیں۔ کسی کو ماننا یا نہ ماننا علیحدہ چیز ہے لیکن ماننے والوں کے ساتھ دشمنی کرنا اور گالیاں دینا اور ان پر ظلم کرنا غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین تھے۔ انسانیت کیلئے رحمت ہی رحمت تھے۔ لیکن اگر ہمارے عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ کے خلاف ہیں تو پھر ہم آپ کی تعلیم کی نفی کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ کہ میرے پیچھے چلو، میری اتباع کرو، میرے اسوہ اور نمونہ پر تمہارے اعمال ہوں تو پھر خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔ پس اصل یہ ہے کہ انسانیت کی قدریں قائم ہوں۔

ان احباب نے عرض کیا کہ پاکستان میں ہم نے آپ کے بارہ میں بالکل اور سنا تھا اور یہاں آ کر بالکل مختلف دیکھا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے برٹش پارلیمنٹ میں ایڈریس کیا تھا وہ بھی پڑھیں۔ کوئی تو ہے جس نے وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی۔ اسی طرح یورپین پارلیمنٹ میں جا کر بھی ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے بات کی۔ اسلام کی امن کی تعلیم بیان کی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لاس اینجلیز (امریکہ) میں ایک پروگرام تھا جس میں امریکہ کے کانگریس مین، سینیٹرز، مختلف تھنک ٹینک کے نمائندے، ایمبیسڈرز اور دوسرے بہت سارے سرکردہ افراد بھی شامل تھے۔ وہاں جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے بات کی تو ایک ان کا سرکردہ آدمی میرے پاس آیا اور کہا کہ اسلام کی جو تعلیم آپ نے بیان کی ہے کاش ہم سارے یہ تعلیم ہر جگہ بتانے لگ جائیں تو اسلام کی جو خراب تصویر ہے وہ ختم ہو جائے۔ اب ہم کم ازکم سر اونچا کر کے تو چل سکتے ہیں۔

اب جب جہاد کے حوالہ سے بات ہوتی ہے تو میں ان کو یہ بتاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دفاعی جنگ بھی کرنی پڑے تو پھر بھی عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مذہبی رہنماؤں کو نہیں مارنا۔ بائبل تو کہتی ہے کہ پھلدار درخت کو نقصان نہیں پہنچانا لیکن اس کے مقابل پر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ صرف پھلدار درخت ہی نہیں بلکہ کوئی بھی درخت نہیں کاٹنا۔ یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امریکہ میں میں نے کیپیٹل ہل میں ایڈریس کیا تھا اور انہیں واضح طور پر بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ انصاف کرو۔ دوسروں کے اموال کو نہ لوٹو۔ دوسرے کے اموال کو ہڑپ کرنے کیلئے اس پر اپنی نظر نہ رکھو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلام کے پیغام میں ایک طاقت اور جرأت ہے۔ جرأت سے پیغام پہنچایا جائے تو مخالفین مجبوراً اس پیغام کو صحیح سمجھ کر تسلیم کرتے ہیں اور اسلام کا حسین پیغام ان پر اثر کرتا ہے۔

سیاستدانوں اور علماء کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو politicians ہیں ان کو تو مذہب کا پتہ نہیں۔ لیکن جو علماء ہیں ان سب کو تو ممبری کا شوق ہے۔ اگر سارے مسلمان ممالک مل کر انصاف اور عدل کے ساتھ کوئی قدم اُٹھائیں تو کسی ملک کی جرأت نہیں ہے کہ اسلام کے خلاف، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کرے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ علماء جتنا احمدیوں کو کافر کہتے ہیں اس سے کہیں بڑھ کر ہر فرقے نے ایک دوسرے کو کافر کہا ہوا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آجکل تو پاکستان میں شیعوں کا بھی برا حال ہے۔ ہم پر تو یہ مسلسل ظلم کر رہے ہیں لیکن ہم نے کوئی مقابلہ نہیں کرنا۔ یہ حکومت کا کام ہے کہ جرم کے بدلہ میں مجرم کو سزا دے۔ اگر ہم جرم اور ظلم کا بدلہ لینا شروع کر دیں تو پھر فساد پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ہم تو صبر کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ کے اسوہ اور نمونہ پر چلتے ہیں اور آپ کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اگر حکومت ہمیں کہہ دے کہ اپنا دفاع خود کر لو تو پھر ہم اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔ ہم بزدل اور کمزور نہیں ہیں۔ لیکن ہم قانون کے پابند ہیں۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ مولوی کہتے ہیں کہ ہم منہ سے کچھ اور کہتے ہیں اور دلوں میں کچھ اور ہے۔ آنحضرت صلی للہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جنگ میں ایک صحابی نے ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تھا۔ جب اس صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسامہ! کلمۂ توحید پڑھ لینے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ اس پر صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کہا تھا۔ اس پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا کہ اس نے دل سے کہا ہے یا نہیں؟ وہ صحابی کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اتنی بار دہرائی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا تا کہ یہ غلطی میرے نامہ اعمال میں نہ لکھی جاتی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ کسی مذہب کو برا نہ کہو۔ خدا تعالیٰ تو ہر مذہب اور اس کے بانی کا احترام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

جہاد کی اجازت دیتے ہوئے خدا تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا: ''اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ انکی مدد پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بِھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔'' (الحج 41-40)

لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے امن کے قیام کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور اسی طرح تمام مذاہب کی حفاظت کرنے کے لئے بھی اسلام تمام ذرائع بروئے کار لایا۔ یہاں تک کہ جہاں مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی وہاں پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان لشکروں کو انتہائی سخت احکامات صادر فرمائے جن پر عمل کرنا ان پر واجب تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ جنگ میں صرف ان لوگوں سے لڑنا ہے جو کہ جنگ میں براہِ راست شامل ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا واضح حکم دیا کہ کسی بھی معصوم شخص پر ہرگز حملہ نہ کیا جائے۔ نہ ہی کسی عورت، بچے اور معمر شخص پر حملہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ کسی بھی مذہبی رہنما یا پادری کو اس کی عبادت گاہ میں نشانہ نہ بنایا جائے۔ مزید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ کسی بھی شخص کو جبری مسلمان نہ بنایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ اگر مسلمانوں کو امن کی خاطر جنگ کرنا پڑے تو عوام الناس میں خوف و ہراس نہ پیدا کریں اور نہ ہی عوام الناس پر سختی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ جنگی قیدیوں کو توجہ دی جائے اور ان کا ایسا خیال رکھا جائے کہ جیسے انسان خود اپنا خیال رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ نہ کوئی عمارت گرائی جائے اور نہ ہی درخت کاٹے جائیں۔ اسلام تو ہر مذہب کا دفاع کرتا ہے اور اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے کہ جہاں تم نے اپنے مذہب کا دفاع کرنا ہے وہاں دوسرے کے مذہب اور معابد، عبادتگاہوں کا بھی دفاع کرنا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر

یہ احمدیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ سرکاری طور پر غیر مسلم قرار دیتے ہیں تو ہماری مساجد جلانے کا تو کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تم خدا کے حکموں کے خلاف کروگے اور ناحق ظلم کروگے تو پھر خدا کی بھی ایک تقدیر چلتی ہے جو پھر کچھ نہیں چھوڑتی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمایا کہ ہم تو برداشت کررہے ہیں۔ لاہور میں ہماری مساجد میں 85 افراد شہید کردیئے گئے۔ پھر ہر ہفتہ دو ہفتہ بعد کسی احمدی کو شہید کردیا جاتا ہے۔ ہم تو صبر سے کام لے رہے ہیں لیکن دوسری طرف خود ان مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ آئے دن سینکڑوں لوگ مارے جارہے ہیں۔ شیعوں پر حملے ہورہے ہیں۔ عراق، شام، افغانستان، فلسطین میں کیا ہورہا ہے۔ مسلمان لوگ مارے جارہے ہیں۔ ظلم کی انتہا ہے۔

خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں مسلمانوں کو بڑھاؤں گا اور ان کو غالب کروں گا۔ لیکن ہر طرف مسلمان مارے جارہے ہیں اور ناکام ہورہے ہیں۔ اس لئے سوچنے کی ضرورت ہے کہ ایسا کیوں ہورہا ہے؟

پس اس آواز کو سننے کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کا پیغام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے۔ یعنی آپ کی ہی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں مسیح اور مہدی علیہ السلام آئے۔ پس اس امام کو قبول کرو اور اس کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لاؤ۔ اس پر ایمان لاؤگے، اس کی جماعت میں داخل ہوگے تو خدا تعالیٰ کی پناہ میں آؤگے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امید ہے آپ سب نے جلسہ سے بھرپور استفادہ کیا ہوگا۔ ان مہمانوں نے بتایا کہ بہت اچھا جلسہ رہا اور بڑا منظّم تھا۔ ہم نے اپنی زندگی میں اس سے بڑا اجتماع کبھی نہیں دیکھا۔ بڑا امن تھا۔ ہر طرف محبت و پیار تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ 2008ء میں غانا کا جو جلسہ سالانہ ہوا تھا وہ بھی اتنا ہی منظّم تھا اور اس میں ایک لاکھ کی حاضری تھی۔ دنیا میں جہاں بھی احمدی بستے ہیں خواہ وہ کسی بھی قوم سے ہوں سب کا ایک ہی مزاج ہے۔

ملاقات کے آخر پر ان مہمانوں نے باری باری حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

لاٹویا کے اس وفد کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات سوا ایک بجے تک جاری رہی۔

میسیڈونیا کے وفد کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق ملک میسیڈونیا سے آنے والے وفد نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

امسال جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر میسیڈونیا سے 53 افراد پر مشتمل وفد نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی جن میں 11 عیسائی احباب، 10 غیر احمدی مسلمان اور 22 احمدی احباب شامل تھے۔ اس وفد میں شامل اکثر احباب نے پہلی بار جلسہ سالانہ میں میں شرکت کی۔ تمام لوگوں نے جلسہ کے پروگرام، انتظامات، رہائش اور مہمان نوازی پر اطمینان کا اظہار کیا۔ عیسائیوں نے اسلام کی بہترین تصویر دیکھی۔ اسلام کا تعارف حاصل کیا اور کئی غلط فہمیاں دور کیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے دوران 6 عیسائی خواتین نے دوپٹے لئے ہوئے تھے۔ لباس سے وہ بظاہر مسلمان لگ رہی تھیں۔ جلسہ کے تین دن تمام عیسائی عورتوں نے دوپٹے اوڑے رکھے اور خاص اسلامی لباس کا اہتمام کیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وفد سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ عورتیں زیادہ تعداد میں نظر آرہی ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ بہت اچھی بات ہے۔ چونکہ انہوں نے اگلی نسل کی تربیت کرنی ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ مرد مذہب میں دلچسپی نہ لیں۔ ان پر بھی فرض ہے کہ وہ مذہب میں دلچسپی لیں۔

۞...... حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر ایک مہمان Dimitrovski Ljupcho صاحب نے بتایا کہ وہ Berovo شہر کے job office کے افسر ہیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کے قیام کے دوران رہائش بہت اچھی تھی۔ جلسہ میں پہلی بار شامل ہوئے ہیں۔ یہاں ہر چیز ایک نظام کے تحت ہورہی تھی۔ بہت اچھا لگا۔ چھوٹے بچوں سے لے کر بڑی عمر کے افراد تک تمام موجود افراد ایک دوسرے کی مدد کررہے تھے۔ ہر ایک کی ضرورت کا خیال رکھا جارہا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت بہت بلند مقام پر ہے۔

انہوں نے کہا کہ حضورانور سے ملاقات ان کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ جلسہ میں شامل ہونے والے اتنی بڑی تعداد میں سے انہیں بھی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

موصوف نے کہا کہ ان کے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ احمدی لوگ علم حاصل کرنے میں بہت آگے اور قلم کے ذریعہ اپنا دفاع کرتے ہیں۔

موصوف نے کہا کہ آپ یقیناً امن پسند اور محبت کرنے والے لوگ ہیں۔ آپ مسلمانوں اور عیسائیوں میں امن چاہتے ہیں۔ آپ نوجوانوں میں تعلیم کو پھیلانے کیلئے عورتوں، مردوں میں میڈل تقسیم کرتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ نیز آپ کی جماعت کے مبلغین ساری دنیا میں یہ تعلیم پھیلا رہے ہیں اور وہ لوگ جو مسلمان نہیں وہ بھی اس تعلیم سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

موصوف نے کہا کہ دنیا میں بعض مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے مسائل کھڑے کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے مقابل جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے کہ وہ دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ زندہ رہنا جانتی ہے۔ انہوں نے اس خواش کا اظہار کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ دوسرے مسلمانوں کو اپنے قریب کریں اور انہیں تعلیم دیں کہ وہ مذہب کے ذریعہ سے محبت کو پھیلانے والے ہوں۔

۞...... **Traja Emilija (تراجہ ایمی لیجا) صاحبہ ایک عیسائی خاتون ہیں جو انگریزی زبان کی پروفیسر بھی ہیں انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ** جلسہ میں پہلی بار شامل ہوئی ہوں۔ ہر چیز ایک نظام کے تحت منظّم طریق پر ہورہی تھی۔ چھوٹے بچوں سے لیکر بڑی عمر کے افراد تک سب ایک دوسرے کی مدد کررہے تھے جس سے نظر آیا کہ آپ کی جماعت بہت بلند مقام پر ہے۔ یہاں آکر حضور کے خطابات سن کر مجھے سمجھ آئی ہے کہ اسلام کیا ہے۔ اسلام کا مطلب ہے محبت، عزت افزائی اور سب کیلئے امن۔

موصوفہ نے کہا اس جلسہ نے ہمیں بدل کر رکھ دیا ہے اور ہم اپنے اندر بہت تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔

۞...... **میسیڈونیا سے ایک ڈاکٹر Orham (اورہان) صاحب ہیں جو وفد کے ساتھ جلسہ پر آئے تھے۔ جلسہ پر آنے سے قبل انہوں نے بیعت نہیں کی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ** میں پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر ہوں۔ بلقان اور مقدونیہ میں گزشتہ لڑی جانے والی تین جنگوں کے زخمیوں کی خدمت کی توفیق ملی ہے اور قومیت کے فرق کے بغیر میں نے لوگوں کی خدمت کی ہے۔ یہاں جلسہ سالانہ پر بھی میں نے دیکھا کہ مختلف قوموں کے افراد میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں تھا اور جب جلسہ سالانہ کے دوران حضور کی تقریر سن رہا تھا تو مجھے یقین ہوگیا کہ مجھے اپنی اصلی جگہ مل گئی ہے اور یہ کہ اب مجھے اس تبدیلی سے گزرنا ہوگا۔ میں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا اور جلسہ کے آخری دن بیعت کرکے میں جماعت میں شامل ہوگیا۔

موصوف نے کہا: میں حج پر بھی گیا تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ مسلمان کیا ہوتے ہیں۔ وہاں تو میں نے اسلام کے خلاف سیاست ہی دیکھی ہے۔ ان کے ساتھ دل مطمئن نہیں ہوسکتا اور جماعت جو ریفارم پیش کرتی ہے یہ بہت اچھا ہے۔ جماعت کسی کو اسلام سے نہیں نکالتی بلکہ اسلام میں اسے مضبوط کرتی ہے۔ اب میں نے احمدیت قبول کرلی ہے اور میرے لئے یہی صراط مستقیم ہے۔

موصوف نے کہا: مجھے اس بات پر بہت حیرت ہوئی کہ جلسہ سالانہ کے انعقاد کے موقع پر اتنی بڑی تعداد میں لوگ مختلف ملکوں سے آئے ہیں اور میں نے ان میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں دیکھا۔ میں نے صرف محبت، انسانیت اور بھائی چارہ ہی دیکھا ہے۔ میں نے حکومت کی طرف سے ایک بھی پولیس والا نہیں دیکھا جو یہ ظاہر کررہا تھا کہ پولیس کی ضرورت ہی نہیں۔ اگرچہ میں مسلمان ہوں لیکن بعض امور جو حضورانور نے پیش فرمائے ہیں قبل ازیں کسی مولوی سے نہیں سنے۔ یہ سب کچھ اتنا واضح تھا کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں اب آپ کے ساتھ ہوں۔ جب مجھے علم ہوا کہ ایک خلیفہ موجود ہیں تو میں سمجھا کہ مجھے راستہ مل گیا ہے کیونکہ ہمیں خلیفہ اور راہنما کی ضرورت ہے۔ جب ہر جگہ ہر کام میں ایک افسر ہوتا ہے پھر مسلمان کیوں خلیفہ سے محروم ہیں۔

آخر میں انہوں نے کہا: اب میری خواہش ہے کہ پہلے میں اپنے اندر تبدیلی پیدا کروں اور پھر اپنی اولاد اور فیملی کو جماعت میں لاؤں اور میرے بچے اس راستہ پر چلیں۔ ماں باپ کی حقیقی خوشی یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولاد صحیح راستہ پر چلے۔

حضورانور نے فرمایا کہ استقامت کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ یہ کام کرنا پڑتا ہے اور حضورانور نے ان کی اولاد کے لئے دعا کی۔

۞...... **اس کے بعد ایک نوجوان 'بائیرم' (Bajram) نے بتایا کہ وہ نئے احمدی ہیں۔**

حضورانور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ان کے دادا غیر احمدی مولوی ہیں اور ان کی طرف سے ان کی قبولِ احمدیت پر بہت مخالفت کی گئی اور انہیں اس مخالفت کی وجہ سے چھ ماہ کے لئے گھر سے بھی نکلنا پڑا لیکن یہ ثابت قدم رہے۔ بعد میں ان کی بیوی نے بھی بیعت کرلی ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ چھوٹے بڑوں سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ عزت کے دائرہ میں رہ کر قرآن کریم اور احادیث کے حوالہ سے اپنے دادا اور دوسرے عزیزوں کو سمجھائیں کہ امام مہدی علیہ السلام تشریف لاچکے ہیں۔ اس کے بعد اس نوجوان نے عرض کی کہ ہم نے جلسہ سالانہ جرمنی کے لئے ایک نظم تیار کی تھی لیکن ان کو جلسہ کی انتظامیہ کی طرف سے اجازت نہیں ملی تھی۔ اب اگر حضورانور اجازت دیں تو وہ نظم سنانا چاہتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی خوشی کے ساتھ نظم پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بائیرم صاحب نے یہ نظم پڑھنی شروع کی جو ایک گروپ کی صورت میں تھی۔ خواتین، بچے اور مرد سب مل کر اس نظم کو پڑھ رہے تھے۔

حضورانور کی خدمت میں اس نظم کا اردو ترجمہ پیش کردیا گیا جو حضورانور ساتھ ساتھ ملاحظہ فرماتے رہے۔ اس نظم نے ماحول میں ایک عجیب سماں باندھ دیا اور کئی احباب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ نظم کے اختتام پر حضورانور نے فرمایا کہ اگر مجھے علم ہوتا تو اس نظم کے جلسہ میں پڑھنے کی اجازت دیتا۔ یہ تو ایسی نظم ہے جو پوری دنیا کو سنانی چاہئے۔

روما زبان میں مقدونین احباب کی طرف سے پڑھی جانے والی نظم کا ترجمہ

اس بات کا اعلان کرو کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے
اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے
اور یہ کہ نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب ہیں
ہمارا دین اسلام ہے
ہماری نجات اسلام میں ہے
اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ صرف اللہ سے محبت کریں
لیکن اسلام پر ایسا زمانہ آیا کہ وہ کمزور ہوگیا
پھر امام مہدی تشریف لائے اور اسلام کو دوبارہ زندہ کردیا
اللہ سے ایسے محبت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو
لیکن اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ سکتے تو وہ آپ کو دیکھ رہا ہے
اے ایماندارو اللہ سے ڈرو
اور احمدی مسلمان ہونے کے علاوہ
کبھی تمہاری موت واقع نہ ہو

۞...... **وسیم احمد سروعہ صاحب مبلغ میسیڈونیا نے عرض کیا کہ** جب میں گزشتہ مئی میں ایک ماہ کے لئے میسیڈونیا دورہ پر گیا تو وہاں کے احباب نے بتایا کہ ہم گزشتہ دو ماہ سے ایک نظم تیار کررہے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ جلسہ سالانہ جرمنی پر وہ نظم حضور کی خدمت پیش کریں۔

یہ نظم داؤد بائریک طارو صاحب (Daut Barjaktarov) صاحب نے لکھی ہے۔ 6 مرد احباب اور 4 خواتین نے تین ماہ تیاری کرکے یہ نظم تیار کی تھی۔ تین چھوٹے بچے بھی اس گروپ کا حصہ ہیں اور سب نے بھرپور تیاری کی تھی کہ اپنے امام کے سامنے اور جماعت کے سامنے یہ نظم پیش کریں گے اور جماعت کو پتہ چلے کہ میسیڈونیا میں بھی احمدیہ جماعت موجود ہے جو اپنے امام اور جماعت سے پیار میں کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔

۞...... اس کے بعد ایک احمدی دوست Daut Barjaktarov اور ان کے عیسائی دوست Sokolchevski Damce نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اخروٹ کے درخت کی لکڑی پر کندہ 'الیس اللہ بکاف عبدہٗ' تحفہ کی صورت میں پیش کیا جو دونوں نے مل کر بنایا ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

۞...... ایک مہمان خاتون Dimovska Emilija صاحبہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں ہر لحاظ سے مطمئن ہوں۔ جلسہ کے تمام انتظامات اچھے تھے۔ آپ مہمانوں کا خیال رکھتے ہیں۔ عبادت کا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ خلیفۃ المسیح نے ہمیں ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ انہوں نے ہم میں اور اپنے ممبروں میں کوئی فرق نہیں کیا۔

۞...... ایک اور مہمان Violeta Barakouska نے کہا کہ میں روح تک خوش اور مطمئن ہوں۔ سب کچھ بہت اچھا لگا۔ ایک عام آدمی یہ بات سوچ بھی نہیں سکتا کہ اتنے وسیع پیمانے پر پروگرام منعقد کیا جاسکتا ہے اور وہ کامیابی سے ہمکنار ہو۔ آج حضور سے ہماری ملاقات

بہت شاندار تھی۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اتنے قریب تھے۔ ہم نے تصاویر بنوائیں۔ یہ ہمارے لئے ایک یادگار دن تھا۔

۞......**ایک اور مہمان عیسائی خاتون Velkovska Mariana صاحبہ جو Bio Teknik یونیورسٹی کی تعلیم یافتہ ہیں نے کہا** کہ میں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ بہت مطمئن ہوں۔ بہت اچھے طریقہ سے جلسہ کے انتظامات کئے گئے تھے۔ میرے لیے یہ نیا اور اہم تجربہ تھا۔ میں بہت مسرور اور مطمئن ہوں کہ آپ سب امن اور محبت پھیلا رہے ہیں۔ ہمیں اسلام کے بارہ میں غلط معلومات تھیں۔ ہم نے حضور کی تقریر سنی۔ ہمیں سمجھ آئی کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ جب میں حضور کی تقریر سن رہی تھی تو بہت سکون محسوس کر رہی تھی۔ خلیفۃ المسیح بہت پر امن اور شاندار شخصیت کے مالک ہیں۔ جب حضور کے قریب تھی تو محسوس ہوا کہ حضور میں عظیم روحانی طاقت ہے۔ اب میں نے مسلمانوں کو پسند کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہر لحاظ سے بہت اچھا تھا۔

میسیڈونیا کے اس وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات ایک بجکر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔

ملاقات کے آخر پر ان تمام مہمانوں نے باری باری فیملی وائز، انفرادی طور پر اور پھر مختلف گروپس کی صورت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت تمام ممبران کو قلم عطا فرمائے اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ ہر کوئی اس ملاقات سے بے حد خوش اور مسرور تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے تشریف لے آئے۔

تقریبِ آمین

نمازوں کی ادائیگی سے قبل پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں نے اس تقریب میں شمولیت کی سعادت پائی۔

1۔عزیزم ارسلان محمود بھٹی 2۔عزیزم دبیر الحق 3۔ عزیزم سجیل احمد گھمن 4۔عزیزم صفوان احمد 5۔عزیزم مغفور عادل احمد 6۔عزیزم عثمان احمد باجوہ 7۔عزیزم عرفان الحق انور 8۔عزیزم فراز احمد قاسم 9۔عزیزم بصائر احمد 10۔عزیزم آشر احمد بلال 11۔عزیزم حزقیل روحیل 12۔عزیزم چوہدری جابز سراء 13۔عزیزہ طوبیٰ رضوان 14۔عزیزہ ملائیکہ ہدیٰ ناصر 15۔عزیزہ دانیہ احمد 16۔عزیزہ میرب وسیم 17۔عزیزہ منتہیٰ تحریم سمیع 18۔عزیزم نائمہ محمد 19۔عزیزہ مصباح محمد 20۔عزیزہ تاشفہ لطیف 21۔ عزیزہ غزالہ ایمان 22۔عزیزہ مبشرہ خالد 23۔عزیزہ مبشرہ خالد 24۔عزیزہ فائزہ عتیق 25۔ عزیزہ نیہا خان 26۔ عزیزہ زوحا خان۔

ان بچوں کا درج ذیل جماعتوں سے تعلق تھا۔

Mainz, Hattersheim, Bad Suden, Eich Worms, Stein berg, Homburg Saar, Kempten, Mord West Stadt, Seligenstadt, Bocholt, Kiel, Kaiserslautern, Steinbach, Dornheim, Heusenstamm, Ellwangen, Rodgau, Oberursel, Bensheim, Goddelau Sud

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

Zenit میگزین کے نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو

پروگرام کے مطابق ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے جہاں **Zenit میگزین کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز سے انٹرویو لیا۔ اس نے درج ذیل سوالات کیے۔**

۞......**نمائندہ نے سوال کیا کہ احمدیوں اور دیگر مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ اس زمانہ کے متعلق یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیحِ موعود اور امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔ یہاں تک ہمارے میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ جس زمانہ کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر وہ زمانہ سنگین ہوگا، وہ آچکا ہے اور جس مسیحِ موعود اور امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے آنا تھا، وہ بھی آچکا ہے۔ ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ امام مہدی اور مسیحِ موعود ہیں۔ دوسرے مسلمان ابھی بھی اس مہدی اور مسیح کے منتظر ہیں۔ پھر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والا مسیح پھر سے لوگوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور وہ غلط عقائد جو دین سے دوری کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہوں گے، ان کی اصلاح فرمائے گا۔ جیسا کہ جہاد کا نظریہ ہے۔ اب دوسرے مسلمان جہاد کا جو نظریہ پیش کرتے ہیں، حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ یہ نظریہ اسلام سے کلیۃً دور پڑا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو غزوات ہوئے ہیں، وہ ابتدائی مسلمانوں نے مجبوراً اپنے دفاع میں لڑی ہیں۔ بانی جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کی اس غلطی کی بھی اصلاح فرمائی ہے۔ اس طرح ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایسے بعض تصورات کا بھی فرق ہے۔

۞......**نمائندہ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ یہاں پر بحث کی جاری ہے کہ مسلمانوں اور مقامی افراد میں integration نہیں ہو رہی، لیکن احمدی اور مقامی لوگ آسانی سے integrate ہو رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا: میں نے گذشتہ سال کوبلنز میں جو تقریر کی تھی، اس میں اس سوال کا تفصیلی جواب دیا تھا۔ آپ وہ بھی پڑھ لیں۔ اسلام اس چیز کا سبق دیتا ہے کہ ملکی قانون کی پابندی کی جائے۔ صرف جرمنی میں ہی نہیں، جہاں کہیں بھی احمدی آباد ہیں، وہ مقامی افراد میں جذب ہو کر رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ احمدی ہر ملک کے قانون کے پابند ہیں۔ کوبلنز کی تقریر میں مَیں نے مثال دی تھی کہ اگر ایک احمدی کسی ملک کی آرمی میں شامل ہے اور جنگ ہوتی ہے تو اس احمدی کو اپنے ملک کی خاطر لڑنا چاہیئے۔ اس طرح ہم صرف قانون کے وفادار ہی نہیں بلکہ ملک کے بھی وفادار ہیں۔

۞......**پھر نمائندے نے سوال کیا کہ خلافت کیا ہے اور باقی مسلمان خلافت کو کیوں نہیں مانتے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ خلافت ایک روحانی مقام ہے اور سیاست سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور یہ کلیۃً ایک روحانی مقام ہے، اس کا سیاست اور حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔

۞......اس کے بعد صحافی نمائندہ نے **پوچھا کہ باقی مسلمان باہمی اختلافات ختم کرنے کی خاطر احمدیوں کے ساتھ مل بیٹھ کر کیوں کوئی حل نہیں نکالتے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ جماعت تو ہمیشہ ہی سے دعوت دیتی آئی ہے۔ وہ خود ہی نہیں آتے۔ اور دراصل اس کے پیچھے ان کا خوف ہے کہ وہ لاجواب ہو جائیں گے اور نقصان اٹھائیں گے۔ اور پھر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مُلّاں خود لوگوں کو اس بات سے ہی خوفزدہ کرتے ہیں کہ احمدیوں سے بات چیت کی جائے۔ کہتے ہیں کہ احمدی سے بات ہی نہ کرو۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ جب بھی وہ بات کرتے ہیں تو احمدیوں کی دلآزاری کرتے ہیں۔ ماحول خراب کرتے ہیں۔ گندے الفاظ استعمال کر کے تکلیف دیتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم باہمی احترام کرتے ہوئے ہر وقت بات کرنے کو تیار ہیں۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

اس انٹرویو کے بعد پروگرام کے مطابق چھ بجے فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 51 فیملیز کے 213 افراد اور 46 احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

اس طرح مجموعی طور پر 259 افراد نے شرفِ ملاقات پایا۔ ملاقات کرنے والی فیملیز جرمنی کی درج ذیل مختلف جماعتوں سے آئی تھیں:

Nidda, Frankfurt, Usingen, Eppelheim, Raunheim, Florsheim, Rodgau, Offenbach, Darmstadt, Koblenz, Hanau, Wurzburg, Russelsheim, Bad Nauheim, Dietzenbach, Wiesbaden, Bocholt.

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 9 بجے تک جاری رہا۔ آج جرمنی میں قیام کا آخری دن تھا۔ جماعت جرمنی نے شام کے کھانے کیلئے باربی کیو کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس میں شرکت فرمائی۔

اس موقع پر لندن سے آنے والی MTA انٹرنیشنل کی ٹیم نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ نیز اس موقع پر بیت السبوح کے کچن کی انتظامیہ اور کارکنان نے بھی اپنے پیارے آقا کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بنوانے کا شرف پایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے تشریف لے آئے۔

نمازوں کی ادائیگی کے سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تین افراد کے نمازِ جنازہ حاضر اور 9 احباب کے نماز جنازہ غائب پڑھائے۔ نماز جنازہ کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحومین کے ورثاء اور عزیزوں سے اظہارِ تعزیت بھی فرمایا اور انہیں شرفِ مصافحہ سے نوازا۔

نمازِ جنازہ حاضر

1۔ مکرمہ نیاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد العزیز ڈوگر صاحب کی 2 جولائی 2013ء کو 81 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کو قرآن کریم سے خاص شغف تھا۔ بعض اوقات رمضان کے مہینہ میں دس دس بار قرآن کریم کا دور مکمل کر لیا کرتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور متقی خاتون تھیں۔ حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ہمیشہ خلافت سے گہرا تعلق رکھا۔ خلیفہ وقت کے احکامات پر فوری عمل کرتی تھیں اور بچوں کو بھی خلیفہ وقت کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتی رہتیں۔ مرحومہ وصیت کے بابرکت نظام میں شامل تھیں۔

2۔ مکرم مبشر احمد عاصم صاحب (بادنوئے ہائیم جرمنی) کی وفات یکم جولائی 2013ء کو 54 سال کی عمر میں ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا جماعت کے ساتھ بہت اچھا اور گہرا تعلق تھا۔ کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ بیماری کے دوران ان کے داماد ان کی طرف سے ان کا چندہ ادا کرتے رہے۔ مرحوم کو خلافت سے بے حد پیار تھا۔

3۔ مکرمہ راشدہ پروین صاحبہ بنت احمد خان کنگ (ہالینڈ) کی 28 جون 2013ء کو وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نہایت سادہ مزاج اور ہمدرد خاتون تھیں۔

نمازِ جنازہ غائب

اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل نو (9) مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

1۔ مکرم چوہدری نسیم احمد اعوان صاحب ابن مکرم چوہدری محمد بوٹا صاحب کی 2 اپریل 2013ء کو وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، ہر ایک کے دکھ سکھ میں شریک ہونے والے، نیک اور ہر دل عزیز انسان تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نظامِ وصیت میں بھی شامل تھے۔

2۔ مکرمہ عنایت بیگم صاحبہ (اہلیہ کیپٹن احمد دین صاحب ربوہ) کی 18 دسمبر 2012ء کو وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اپنے گھر میں اکیلی احمدی خاتون تھیں۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ نے بڑے شوق سے قرآن کریم اور دین کا علم حاصل کیا۔ مرحومہ بریگیڈیئر میر افتخار احمد صاحب شہید کی والدہ تھیں۔ بیٹے کی شہادت پر بڑے صبر کا نمونہ دکھایا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے والی، چندوں میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

3۔ مکرم جاوید اقبال بٹ صاحب (کینیڈا) کی 13 جون 2013ء کو اچانک دل کے حملہ کے باعث وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ریجنل ناظم مجلس انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ نہایت خوش اخلاق، ہر ایک کی مدد کرنے والے، محنتی، جماعتی کاموں اور خدمت میں پیش پیش، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظامِ وصیت میں شامل تھے۔

4۔ مکرم فضل الرحمان صاحب ابن مکرم کمال الدین خان صاحب (اڑیسہ۔ انڈیا) ایک لمبی علالت کے بعد 4 جون 2013ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو قریباً 20 سال تک مقامی جماعت میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ مقامی صدر کے دستِ راست تھے۔ مرکزی نمائندگان کا بہت احترام کرتے تھے۔ نہایت ہنس مکھ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مرحوم کے دو بیٹے واقفِ زندگی ہیں جن میں مکرم سلطان احمد صاحب (انجنیئر) بطور ناظم

مال تعمیرات اور دوسرے مکرم افتخار احمد صاحب بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

5۔ مکرم کوثر علی ملا صاحب (بنگلہ دیش) کی وفات 28 اپریل 2013ء کو ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحوم نہایت نیک، مخلص، ہر دل عزیز انسان تھے۔ان کی فیملی نے 1968ء میں کلکتہ سے بنگلہ دیش ہجرت کی۔مرحوم پہلے ایک ہائی سکول میں استاد رہے اور پھر حکومت کے شعبہ پبلک ریلیشن میں ملازمت کرتے رہے۔مرحوم جہاں بھی رہے بڑی محنت کے ساتھ جماعت کا کام کرتے رہے۔

6۔ مکرم مرزا نذیر احمد صاحب (ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب ملتان) کی 18 دسمبر 2013ء کو 83 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، نیک اور مخلص انسان تھے۔تمام جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شمولیت کیا کرتے تھے۔

7۔ مکرم ثاقب قدیر احمد طاہر صاحب ابن مکرم نصیر احمد صاحب ربوہ کی 22 سال کی عمر میں 9 فروری 2013ء کو وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم نہایت ہنس مکھ، خوش طبع نوجوان تھے۔جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے۔

8۔ مکرم جمشید ندیم قمر صاحب ابن مکرم ظفر اقبال صاحب ربوہ کی ۲۹ مئی ۲۰۱۳ء کو اسلام آباد سے ربوہ آتے ہوئے ایک کار کے حادثہ میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحوم کی عمر 25 برس تھی۔ٹیکسی ڈرائیور کے طور پر کام کرتے تھے اور غیر شادی شدہ تھے۔نظام جماعت سے تعاون کرنے والے اور مخلص نوجوان تھے۔

9۔ عزیزہ درِ عدن بنت مکرم چوہدری خلیل احمد گھمن صاحب مرحوم (کینیڈا) کی 24 مئی 2013ء کو 13 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ چھوٹی عمر سے ہی نمازوں کی پابند، دعا گو اور باقاعدگی کے ساتھ تلاوتِ قرآن کریم کرنے والی نہایت ذہین اور ہر دلعزیز بچی تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں ذوق وشوق سے حصہ لیتی اور اکثر نمایاں پوزیشن حاصل کیا کرتیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ان کے درجات بلند فرمائے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ مرحومین کے ورثاء اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔آمین

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لائے جہاں تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت درج ذیل 26 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل بچوں اور بچیوں نے اس تقریب میں شمولیت کی سعادت پائی۔

1۔عزیزم روحان راجہ صاحب 2۔عزیزم منیب احمد مصطفیٰ صاحب 3۔ عزیزم رائے ندیم احمد صاحب4۔عزیزم بدر یاسر اشرف صاحب 5۔عزیزم سرمد آصف صاحب 6۔ عزیزم عاصم الدین صاحب 7۔عزیزم تفہیم احمد وسیم صاحب8۔ عزیزم ظہور احمد باجوہ صاحب9۔عزیزم رضوان احمد ملک10۔عزیزم عیشان ایمن طاہر 11۔عزیزم سفیر احمد طاہر 12۔عزیزم دانیال احمد طاہر 13۔عزیزم محمد کاشف عارف 14۔عزیزہ رافیہ راجا 15۔عزیزہ کرن آصف 16۔ عزیزہ غزالہ ظہیر17۔ عزیزہ دانیہ وسیم 18۔عزیزہ تانیہ سیرت الطاف19۔عزیزہ سحرش ناز عارف20۔عزیزہ ہدیٰ ساجد باجوہ21۔عزیزہ حنا بٹ22۔عزیزم سفیر احمد بٹ23۔عزیزم جمال شمس24۔عزیزہ نگار مسعود 25۔ عزیزم مبارز علی چوہدری26۔عزیزہ مہر کافیہ اظہر۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

3 جولائی بروز بدھ 2013ء

صبح چار بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں نمازِ فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق فرنکفرٹ (جرمنی) سے لندن (برطانیہ) کیلئے روانگی تھی۔ فرینکفرٹ ریجن اور اردگرد کی جماعتوں سے احبابِ جماعت مرد وخواتین، بچے، بوڑھے بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی بیت السبوح کے احاطہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔

صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ ہاتھ ہلاتے ہوئے اور تمام احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔ بعد ازاں قافلہ سفر پر روانہ ہوا۔ دونوں اطراف میں کھڑے احباب مرد و خواتین مسلسل اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے اور محبوب آقا کو الوداع کہہ رہے تھے۔ بہتوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔جدائی کے یہ لمحات ان عشاق کیلئے بہت گراں تھے۔

فرینکفرٹ سے فرانس کی بندرگاہ Calais تک کا سفر قریباً چھ سو کلومیٹر ہے۔ راستہ میں ملک بیلجیم سے گزرنا پڑتا ہے۔ جرمنی میں 280 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ملک بیلجیم میں داخل ہوئے اور بیلجیم میں مزید 160 کلو میٹر کا سفر طے کرنے کے بعد پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق موٹروے پر ایک ریسٹورنٹ میں دوپہر کے کھانے کیلئے قافلہ رُکا۔ جماعت جرمنی سے خدام کی ایک ٹیم قافلہ کے یہاں پہنچنے سے قبل ہی کھانے اور نمازوں کی ادائیگی کے انتظامات کے لئے اس جگہ پہنچی ہوئی تھی اور قافلہ کی آمد سے قبل تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔

اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ریسٹورنٹ کے ایک حصہ میں جو نماز کے لئے تیار کیا گیا تھا نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔یہاں سے آگے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جرمنی سے ساتھ آئے ہوئے احباب کو شرفِ مصافحہ سے نوازا۔ امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب، مبلغ انچارج جرمنی مکرم حیدر علی ظفر صاحب، جنرل سیکرٹری مکرم الیاس احمد مجوکہ صاحب، اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری مکرم یحییٰ صاحب، مکرم عبداللہ سپراء صاحب اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے اپنے خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ کچھ دیر کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب جرمنی سے گفتگو فرمائی۔ پھر یہاں سے روانگی ہوئی اور فرانس کی بندرگاہ Calais کی طرف سفر جاری رہا اور ملک بیلجیم میں مزید نصف گھنٹہ کا سفر طے کرنے کے بعد بیلجیم کا بارڈر عبور کر کے ملک فرانس میں داخل ہوئے۔ یہاں سے Calais کا فاصلہ 95 کلومیٹر ہے۔

ساڑھے پانچ بجے چینل ٹنل (Channel Tunnel) آمد ہوئی۔ جرمنی سے ساتھ آنے والے احباب اور خدام کی سیکیورٹی ٹیم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو چینل ٹنل تک چھوڑنے اور رخصت کرنے اور الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ ہی رہی۔اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہاں سے لندن کے لئے رخصت کر کے واپس فرینکفرٹ (جرمنی) کے لئے روانہ ہوئے۔

پاسپورٹ، امیگریشن اور دیگر دستاویزات کی کلیئرنس کے بعد قافلہ کی گاڑیاں مخصوص پارکنگ ایریا میں آکر رُکیں۔ ٹرین کی روانگی میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت کچھ دیر کے لئے گاڑی سے باہر تشریف لائے۔

ساڑھے چھ بجے قافلہ کی گاڑیاں ٹرین میں بورڈ (board) ہوئیں۔ ٹرین اپنے وقت پر چھ بج کر پچاس منٹ پر Calais سے برطانیہ کے ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوئی۔قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد ٹرین چینل ٹنل کراس کر کے Dover کے قریب برطانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئی اور اپنے مخصوص سٹیشن پر رُکی۔قریباً دس منٹ کے وقفہ کے بعد فرانس کے وقت کے مطابق ساڑھے سات بجے اور برطانیہ کے وقت کے مطابق ساڑھے چھ بجے قافلہ کی گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔

مکرم امیر صاحب یوکے، مکرم مبلغ انچارج صاحب یوکے، مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص مع سیکیورٹی ٹیم اور دیگر جماعتی عہدیداران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔

☆ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد آٹھ بجے شام مسجد فضل لندن میں ورود مسعود ہوا جہاں احباب جماعت مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کو **اھلاً وسھلاً و مرحبا** کہا۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

☆ اس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ انتہائی بابرکت دورہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے بخیریت و عافیت اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

بقیہ: آسٹریلیا کے پہلے احمدی......از صفحہ 8

از صفحہ 8

1913ء میں جبکہ آپ اپنے آبائی شہر خیر پور سندھ آئے ہوئے تھے یہاں سے حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئی ''غلبت الروم....'' کے ظہور پر آسٹریلوی اخبار Sunday Times میں کالم شائع کرایا کہ

On the strength of "a Divine revelation" a large number of the Moslems strongly believe that after a long and severe struggle Turkey will still overcome all her difficulties.... The prophet who claimed to have received the said revelation was Mirza Golam Ahmed, Cheif of Qadian.

(Sunday Times, Perth, Sunday 16 February 1913 page 20 digitized page 4s)

اسی مضمون میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ مجھے آسٹریلیا سے وابستہ ہوئے 18 سال ہو گئے ہیں۔

1916ء میں آپ نے ترکی کے متعلق حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کا ذکر میلبورن کے اخبار Truth میں شائع کرایا۔ (Truth, Melbourne, 20 May 1916 page 3) 1917ء میں پھر آپ نے اسی پیشگوئی کے متعلق نوٹ لکھا، ایڈیلیڈ کا اخبار لکھتا ہے:

"Ahmadi" writes under the heading of "Living Signs of the Present Times"...... The following prophecy of the Indian Messiah, Mirza Golam Ahmad is worthy of serious consideration....

(Daily Herald, Adelaide, Wednesday 19 December 1917 page 5)

یہی نوٹ آپ نے پرتھ کے اخبار The Daily News میں بھی شائع کرایا۔

آپ کے کئی مضامین اور خطوط ایسے ہیں جہاں آپ نے اپنے نام کے ساتھ احمدی لکھا ہے، 1918ء میں آپ نے اخبار میں Oriental languages سکھانے کا اشتہار شائع کرایا جس میں اپنا نام H. Musakhan Ahmadi لکھا: (The Advertiser, Adelaide 1 March 1918) اسی طرح 1923ء میں وقت مسیحا کے متعلق ایک پمفلٹ شائع کرایا جس کے متعلق اخبار لکھتا ہے:

From M. H. Musakhan, missionary of Islam--- A pamphlet entitled "Crying Need of the Age Fulfilled", which describes the Ahmadia movement, and represents that "Ahmad, Chief of Qadian, India". is the Promised Messiah and Mahdi.

(The Register, Adelaide, Saturday 30 June 1923 page 5)

غرضیکہ آپ نے اخبارات کے ذریعے اسلام احمدیت کا پیغام آسٹریلیا کے مختلف کونوں میں پہنچایا۔شاید آپ کی انہی تبلیغی کاوشوں کے نتیجے میں یا کسی اور وجہ سے آسٹریلیا کے شہر Brisbane میں مقیم ایک متعصب مُلّاں سید جلال شاہ نے اخبار میں احمدیہ جماعت کے خلاف یہ اعلان شائع کرایا

I, SAYED JELAL SHAH, hereby give notice to all Moslem members of Mohammedan Mosque, at Mount Gravatt, that you are not to give accommodation in the Musjid or in your own houses to the followers of the Qadian religion. If any member of the community persist in encouraging Qadian religion or its followers, I will call all Australian Moslems together and will put the offender or offenders out of membership of Mohammedanism by the Government law. (The Qadian religion claims that Jesus Christ was buried in a grave at Srinagar Kashmir, which is contrary to the true teaching of the Mohammedan Faith.)

(The Brisbane Courier, Qld, Tuesday 15 September 1914 page 1)

حضرت محمد حسن موسیٰ خان صاحبؓ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔آپ کا وصیت نمبر 84 ہے۔آپ نے 18 اگست 1945ء کو 82 سال کی عمر میں Perth میں وفات پائی اور مغربی آسٹریلیا کے مشہور اور تاریخی قبرستان Karrakatta Cemetery میں دفن ہوئے۔ اللّٰھم اغفر لہٗ و ارحمہٗ۔

نوٹ: آسٹریلوی اخبارات کے تمام archives درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہیں:

www.trove.nla.gov.au

بقیہ: خطبہ عید الاضحیہ از صفحہ نمبر 2

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں کی اور اُن کے علماء کی یہ حالت ہونی تھی جو ہے، جس کا رونا رو رہے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس کا ترجمہ پڑھ دیتا ہوں) کہ ’’عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اُس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اُن کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اُن میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے۔‘‘ (الجامع لشعب الایمان للبیھقی۔ الثامن عشر من شعب الایمان و ھو باب فی نشر العلم۔...... فصل قال:’’ و ینبغی لطالب العلم أن یکون...... جلد 3 صفحہ 318-317 حدیث 1763۔ مکتبۃ الرشد ریاض 2004ء) یعنی تمام خرابیوں کا یہ لوگ ہی سرچشمہ ہوں گے۔

پھر ایک جگہ فرمایا کہ ’’میری اُمّت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ یہ کنز العمال کی حدیث ہے۔ لوگ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ اُنہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے‘‘۔ (کنز العمال جلد 7 جزء 14 صفحہ 124 ۔ کتاب القیامۃ من قسم الاقوال ، الباب الاول : فی امور تقع قبلھا ، الفصل الرابع: فی ذکر اشراط الساعۃ الکبری ، الخسف والمسخ و القذف۔ حدیث 38724۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) یعنی علماء کا اپنا دین بھی اور کردار بھی خراب ہو چکا ہوگا اور قابلِ شرم ہوگا۔

پھر حضرت ثعلبہ بحرانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب دنیا سے علم چھین لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ علم وہدایت اور عقل وفہم کی کوئی بات اُنہیں سجھائی نہ دے گی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علم کس طرح ختم ہو جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہم میں موجود ہے اور ہم اُسے آگے اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے لیکن وہ اُنہیں کیا فائدہ پہنچا رہی ہیں؟‘‘ (اسد الغابۃ جلد اول صفحہ 323 ’’ ثعلبۃ البھرانی ‘‘۔ دار الفکر بیروت 2003ء) یعنی عمل نہیں رہے گا۔ اور پھر جب غلط قسم کی تفسیریں آئیں گی تو قرآن کی اصل تعلیم کو ہی بالکل توڑ مروڑ کر رکھ دیں گے۔

پھر حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعے ختم ہوگا۔ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنا لیں گے اور اُن سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم۔ حدیث 100)۔ آجکل آپ ٹی وی چینل دیکھ لیں، عجیب عجیب مضحکہ خیز قسم کے پروگرام آ رہے ہوتے ہیں۔ استخارہ کا ایک چینل ہے، وہیں کتاب کھولتے ہیں، دو چار سوال پوچھے اور استخارہ پتہ نہیں کیا، کیا کہ نہیں کیا بہر حال اُسی وقت جواب دے دیا کہ تمہارے ساتھ یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ انہوں نے پیسہ کمانے کا عجیب ذریعہ بنا لیا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا اور پوچھا کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور باتوں میں مصروف رہے۔ کچھ لوگوں نے دل میں خیال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کی بات سنی تو ہے مگر پسند نہیں فرمائی۔ اور کچھ لوگوں نے خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی بات سنی ہی نہیں۔ غرض جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات ختم کر لی تو دیہاتی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: قیامت کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ دیہاتی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواب سن لو کہ جب امانتیں ضائع کی جائیں گی تو قیامت یا زوالِ امت کے وقت کا انتظار کرنا۔ اُس نے پوچھا امانتیں کس طرح ضائع ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نااہل اور غیر مستحق لوگوں کے سپرد اہم کام کئے جائیں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علمًا و ھوَ مشتغل فی حدیثہ ۔ الخ۔ حدیث 59) یعنی اقتدار بد دیانت اور نااہل لوگوں کے ہاتھ آ جائے گا اور وہ اپنی بد دیانتی اور فرض ناشناسیوں کی وجہ سے قوم کو برباد کر دیں گے۔ اور یہی سب کچھ آجکل ہم دیکھ رہے ہیں۔ کسی ایک مسلمان ملک میں بھی اس سے مختلف صورتحال نہیں ہے۔

پس جب یہ سب کچھ آجکل کے علماء کے متعلق بھی اور سرداروں کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے اور یہ سچ ثابت ہو رہا ہے تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں سے علم ملے، ان سے قرآن کی تفسیر ملے، ان سے توحید کی طرف رہنمائی ملے۔ لیکن مسلمان دوسری اُمّتوں کی طرح نہیں ہیں جن کو رہنمائی کی کوئی امید نہیں ہے۔ جن کے لئے اب صرف مایوسی ہی مایوسی ہے۔ جن کے دین میں بگاڑ پیدا ہو تو پھر اُسے سنبھالنے والا کوئی نہیں۔ جن کے لئے دین کی اصلیت اور بنیادی تعلیم کو کھو بیٹھنا مقدر ہے۔ نہیں، مسلمان تو وہ خیر اُمّت ہیں جن کی یہ سب حالت ہونے کے باوجود جس کا نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا ہے اور جو میں نے احادیث کے حوالے سے بیان کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امید بھی دلائی ہے بلکہ یقین دہانی کروائی ہے کہ خدا تعالیٰ اُمّت اور کل انسانیت کی اصلاح کے لئے آخرین میں بھی ایک شخص مبعوث کرے گا جو ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔ جو اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ مضبوط جڑوں پر قائم کرے گا۔ جو پھر تمام مسلمانوں اور نیک فطرت لوگوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آئے گا اور اُن کو اُمّت واحدہ بنائے گا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ صادق ہوگا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام پر کان دھرنے کی ضرورت ہے، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ایمان کو ثریا سے لانے والے کا ساتھ دیں۔ جب یہ تسلیم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دین کے نام نہاد علمبرداروں کی یہ حالت ہے تو پھر آپ نے جو اُس کا علاج پیش فرمایا ہے، اُس کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے ورنہ بیشک سر ٹکراتے پھریں، اس آنے والے کے علاوہ کوئی نہیں آئے گا جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز کرے یا کہہ لیں کہ جس سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ وابستہ ہے۔ کہنے کو تو ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں آجکل اسلامی حکومتیں قائم ہیں، تقریباً آدھی دنیا میں مسلمان حکومتیں ہیں۔ مسلمان ممالک کو اکٹھا رکھنے کے لئے مسلمان ممالک کی ایک تنظیم بھی قائم ہے لیکن اس تنظیم کا اسلامی دنیا پر کیا اثر ہے؟ کیا کوئی اثر نظر آتا ہے؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ غیر مسلم دنیا پر اس تنظیم کی شوکت واضح ہوتی لیکن ہو کیا رہا ہے کہ اپنے ہی ملک میں یعنی اسلامی ملکوں میں ان کے کہنے سننے میں کوئی نہیں ہے۔ اسلامی ممالک نے اپنی پالیسیاں بنانے کے لئے، اپنی یکجہتی قائم کرنے کے لئے، اپنی اکائی کا اظہار کرنے کے لئے ایک تنظیم تو بنا لی لیکن اس کے جو ممبر ہیں ہر ایک کا قبلہ مختلف ہے۔ پھر دیکھیں دہشتگرد تنظیمیں جتنی ہیں، یہ سب سے زیادہ اسلامی ملکوں میں ہیں۔ قتل و غارت کی انتہائی حدوں کو چھونے کے واقعات سب سے زیادہ اسلامی ملکوں میں ہو رہے ہیں۔ اپنی طاقت کا لوہا منوانے کے لئے اور اپنی کرسی بچانے کے لئے عوام الناس پر سب سے زیادہ ظلم اسلامی ملکوں میں ہو رہے ہیں۔ اُن کی جائیدادیں لوٹی جا رہی ہیں۔ اُن کو حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اُن کی جانوں کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھ کر قتل و غارت گری کی جا رہی ہے۔ بعض تو یہ سب کچھ اقتدار کی ہوس کے لئے کر رہے ہیں لیکن اس سے بھی بڑھ کر بدقسمتی یہ ہے کہ یہ سب ظلم خدا کے نام پر بھی روا رکھے جا رہے ہیں۔ شریعت کے نام پر خون بہائے جا رہے ہیں۔ رسول کے نام پر، ہاں اُس رسول کے نام پر جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین فرمایا ہے، ان ظلموں کی داستانیں رقم کی جا رہی ہیں۔

آج بڑی عید ہے، قربانی کی عید ہے جس میں اس وقت مسلمانوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کی بجائے، اُن کی گردن پر چھری پھیرنے کی بجائے اُس زمانے میں ہمیشہ سے قائم اُس رسم کو ختم کر دیا کہ انسانی جانوں کو قربان کیا جائے۔ اب انسان کی جگہ جانور ذبح ہوں گے۔ لیکن ان اسلامی ملکوں میں انسانی جان کو تو جانوروں سے بھی زیادہ ارزاں سمجھا جاتا ہے۔ معصوم جانوں، بچوں عورتوں کے خودکُش حملوں کے ذریعے چیتھڑے اُڑائے جاتے ہیں۔ اُن کا پتہ ہی نہیں لگتا، پہچان ہی نہیں رہتی کہ جسم کا کونسا حصہ ہے، کہاں گیا ہے۔ گھر سے ایک بچہ نکلتا ہے، ماں باپ کو نہیں پتہ کہ شام کو واپس بھی آئے گا یا نہیں اور اگر آئے گا تو اس کی لاش بھی پہچانی جائے گی کہ نہیں؟ عید والے دن یہ ظالمانہ کام کئے جا رہے ہیں۔ کل افغانستان میں بھی اسی طرح عید پر دھما کہ ہوا اور کئی درجن آدمی مار دیئے۔ شام میں، سیریا میں آجکل حالات خراب ہیں تو نہ حکومت انصاف سے کام لے رہی ہے اور نہ ہی حکومت مخالف ٹولہ۔ یا کہا جاتا ہے کہ اُن میں کچھ دہشت گرد بھی شامل ہو گئے ہیں یا تنظیمیں شامل ہو گئیں۔ کوئی بھی عقل اور انصاف سے کام نہیں لے رہا۔ عقل تو دور کی بات ہے اپنے عملوں میں اور معصوموں کی جانیں لینے میں یہ جانوروں سے بھی بدتر ہو چکے ہیں۔ یہ حال کسی ایک ملک کا نہیں ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا ہر جگہ یہ حال ہے۔ پاکستان میں ہر روز درجنوں جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ افغانستان میں درجنوں جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ باقی بعض اور افریقن ملکوں میں بھی یہ حال ہے۔ عرب ملکوں میں یہ حال ہے۔ اور شریعت اور مذہب کے نام پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ غیروں کو شریعت پر استہزاء کرنے اور اعتراض کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔

گزشتہ دنوں ایک چودہ پندرہ سال کی لڑکی ملالہ کے واقعہ نے دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہوئی ہے اور اسلام کے مخالفین کو استہزاء اور اعتراض کا موقع دیا گیا ہے۔ اس لئے اُس کو سزا دی گئی، اُس کو گولی مار کر قتل کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ بعض تنظیموں کے بارے میں حقائق لکھا کرتی تھی اور یہ مارنے والے کہتے ہیں کہ قرآن کی رُو سے اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ قرآن میں ایک لڑکے کا واقعہ آتا ہے کہ اُس نے کیونکہ بڑے ہو کر باغی بننا تھا، اس لئے نبی نے اُسے قتل کر دیا ۔ شاید یہ لوگ سورۃ کہف کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حقیقی علم تو ان کو ہے نہیں اور جس مسیح موعود نے حقیقی علم دینا تھا، اُس کو ماننے کو تیار نہیں۔ بس ظاہری چیز دیکھ کے تو یہ اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ وہ قتل تو غیر اخلاقی تعلیمات کا قتل تھا۔ اپنی اصلاح کرنا تھا، نفس کی اصلاح کرنا تھا۔ بہر حال اس وقت مَیں اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا۔ لیکن یہ بتا رہا ہوں کہ یہ اُن کے عمل ہیں جو صرف ظلموں کی انتہا ہیں اور غیروں کو موقع دے رہے ہیں۔ کیونکہ جو اسلام مخالف ہیں وہ اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور یہ بھی سوچا سمجھا فائدہ ہی ہے۔ وہاں پاکستان میں یا مختلف جگہوں پر تو روزانہ کئی ملالہ زخمی ہو رہی ہیں۔ کئی ملالہ ایسی ہیں جن کی بہنیں اور بھائی اور باپ اور ماں قتل کئے جا رہے ہیں۔ کسی کو نہ علاج کے لئے باہر بھجوایا گیا، نہ اُس پر اتنا شور مچایا گیا۔ تو یہ بھی ایک سوچی سمجھی سکیم ہو سکتی ہے لیکن اس کی بنیاد مسلمانوں نے خود مہیا کی ہے۔ پھر ملکوں کے اندر ہی نہیں بلکہ مسلمان ملکوں کے وقار باہر بھی گر چکے ہیں۔ آپس میں اتحاد و تعاون نہ ہونے کی وجہ سے کوئی حیثیت نہیں رہی۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اسلامی ملکوں کی تنظیم بیشک بنی ہوئی ہے لیکن بیکار۔ ضرورت کے وقت یہ غیروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اب ترکی اور شام کی آپس کی چپقلش ہے یا ابتدائی جنگ کی صورت ہے۔ دونوں طرف سے وقتاً فوقتاً حملے ہو رہے ہیں۔ یہاں بھی معصوم شہری قربان ہو رہے ہیں۔ لیکن بہر حال جو بات میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ کہ یہاں کے ایک تبصرہ نگار نے یعنی مغربی ممالک میں سے کسی نے لکھا کہ ترکی امریکہ کے کہنے پر یہ حملے کرتا ہے اور ہر حملہ اور ہر عمل سے پہلے امریکہ سے ہدایت لی جاتی ہے۔ تو یہ تو اسلامی حکومتوں کا حال ہے۔ کہاں تک یہ بات سچ ہے کہ امریکہ سے پوچھا جاتا ہے یہ تو خدا بہتر جانتا ہے۔ لیکن ان ملکوں کے تبصرہ نگاروں کو جرأت اس لئے ہو رہی ہے کہ ان کو پتہ ہے کہ اسلامی ممالک کی اپنی کوئی طاقت نہیں ہے اور یہ مغرب کی طرف ہی دیکھتے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ جس توحید کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے، اُس سے یہ دور ہٹ گئے ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بیشک زبانوں پر ہے لیکن دل اس سے خالی ہیں۔ وہ عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس نے خانہ کعبہ کو بتوں سے خالی کروایا تھا، آج اقتدار اور ہوس نے ان بتوں کو دلوں میں رکھا ہوا ہے تو پھر یہ لوگ توحید کو کس طرح قائم کر سکتے ہیں؟ ان میں سے اکثریت کے ظاہر کے حج ہیں لیکن دل شاید کسی اور کعبے کا طواف کر رہے ہیں۔ روایات میں جو واقعہ آتا ہے کہ صرف ایک آدمی کا حج قبول ہوا اور وہ بھی وہ تھا جو حج پر نہیں آیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء از حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ صفحہ 165 باب 15 ، حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کے حالات ومناقب۔ ناشر: ممتاز اکیڈمی لاہور) تو یہ مثالیں پرانی نہیں ہیں۔ آج پہلے سے بڑھ کر یہ مثالیں ہو رہی ہیں کہ جب صرف دکھاوے کے حج کئے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کس کا حج قبول کر رہا ہے، کس کا نہیں۔ حج سے احمدیوں کو روکا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ جن احمدیوں کے دلوں میں حج کرنے کی تڑپ ہے اور نہیں جا سکتے، اُن کے حج قبول ہو رہے ہیں یا اُس اکثریت کے جو ظلم کر کے پھر حج کرنے چلی جاتی ہے۔ توحید کی حقیقت اور اصلیت کو یہ لوگ بھول چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تو توحید کے قیام کے لئے خانہ کعبہ کی بنیادیں استوار کی تھیں۔ اور پھر ایک عظیم

نبی کے مبعوث ہونے کی دعا کی تھی جو دنیا کو توحید کا پیغام دے۔ خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بنائے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت کی یہ حالت ہے کہ ظاہر میں تو توحید کا اعلان ہے لیکن سینکڑوں قسم کے شرک میں مبتلا ہیں اور اس شرک کو ختم کرنے کے لئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی توحید کو قائم کرنے والے مسیح ومہدی کی پیشگوئی فرمائی تھی جس نے دوبارہ دنیا میں ایمان قائم کرنا تھا۔ جس نے دلوں کے بتوں کو بھی توڑ کر توحید کو قائم کرنا تھا اور ظاہری بتوں کو بھی۔ جس کے قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ آپ کا یہی مقصد تھا ناں کہ توحید کا قیام ہو اور یہی مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اگر توحید کے قیام اور خانہ کعبہ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اور یہاں سے امن اور سلامتی پھیلانے کے لئے اپنی نسل میں سے ایک عظیم نبی کے مبعوث ہونے کی دعا کی تھی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاگئی اور اس عظیم نبی نے بتوں کے آگے جھکنے والوں کو ایک خدا کے آگے جھکنے والا بنا دیا۔ نسل در نسل دشمنیاں رکھنے والوں کو امن اور سلامتی کا سفیر بنا دیا۔ تو اس عظیم نبی نے بھی اپنے عظیم مقاصد کو تاقیامت جاری رکھنے کے لئے ایک غلام صادق کی دعا کی تھی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے 'ہمارا مہدی' کہہ کر مخاطب کیا۔ (سنن الدارقطنی جزء 2 صفحہ 51۔ کتاب العیدین باب صفة صلاة الخسوف و الکسوف و ھیئتھما۔ حدیث 1777ء)

پس وہ غلام صادق آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بھیجا کہ اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کرو۔ جس دین کو آپ کے زمانے میں اسلام کا درد رکھنے والے کھنڈر سے تشبیہ دے رہے تھے اُسے آپ نے نئے سرے سے اصل بنیادوں پر استوار کیا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ ''اے ابراہیم! تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہی ہے جیسا میری توحید اور تفرید۔''

(تذکرہ صفحہ 148۔ ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق نے ہی وہ درجہ پایا اور جو توحید کے قیام کے لئے وہی مقام پا گیا جو خانہ کعبہ کی تعمیر کی وجہ سے ابراہیم نے پایا تھا۔ آپ کا توحید کے قیام کے لئے درد اور آپ کا توحید کے قیام کے لئے کام اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنے مقبول ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابراہیم کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے آپ پر سلام بھیجا۔ پھر ایک اور الہام میں فرمایا کہ ''غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَ قُدْرَتِیْ وَاِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ۔ مَیں نے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور قدرت کا درخت تیرے لئے لگایا اور تُو آج ہمارے لئے صاحب مرتبہ اور امین ہے۔'' (تذکرہ صفحہ 199 مع حاشیہ۔ ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پھر یہ بھی فرمایا کہ دَوْحَۃُ اِسْمَاعِیْل۔ کہ اسماعیل کا درخت۔ (تذکرہ صفحہ 507۔ ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

لغت میں دوحہ کے مختلف معنی ہیں۔ ایک یہ بھی لکھا ہے کہ دَوْحَہ ایسے درخت کو کہتے ہیں جو بہت بڑا اور پھیلنے والا ہو۔ (لسان العرب زیر مادہ ''دوح'')

پس یہ درخت جو اللہ تعالیٰ نے لگایا ہے، یہ اس لئے پھیلنے پھلنے کے لئے اور پھولنے کے لئے ہے کہ دنیا کو پتہ چلے کہ جو درخت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعاؤں سے لگا تھا جس نے تمام دنیا کو اپنے سائے کے نیچے لے کر امن اور سلامتی مہیا کرنی تھی اور کی یعنی وہ عظیم رسول مبعوث ہوا، وہ ختم نہیں ہو گیا۔ اُس کی لکڑی علماء کی شکل میں جیسا کہ حالی نے کہا، سوکھی شاخیں بن کر جلانے کے قابل نہیں رہ گئیں۔ بلکہ یہ درخت اس عاشقِ صادق کے ذریعہ سے پھر ہرا بھرا درخت بن چکا ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق اُس درخت کی جڑوں میں سے ہی ایک ایسا درخت نکال دیا ہے جو اپنی اصل کے مطابق ہی امن وسلامتی کا سایہ دینے والا درخت ہے، جو توحید کے پھلوں سے دنیا کو آشنا کرنے والا ہے۔ اب مولوی چاہے جتنا شور مچالیں، جتنا چاہیں احمد کو محمدؐ سے جدا کرنے کی کوشش کریں۔ سوائے اس درخت کے کسی اور جگہ سے وہ فیض نہیں اُٹھا سکتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صفات یعنی محمدی اور احمدی کا حامل ہے۔ مخالفین نے گزشتہ ایک سو پچیس سال کی کوششوں میں سوائے شور شرابے اور اپنی ہی بدنامی کے کیا پایا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ذریعہ سے جو درخت خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا، اُس کی شاخیں دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہیں۔ مخالفت کی آندھیاں جو چلتی ہیں تو اس درخت کے پتے ذرا سے ہلا تو دیتی ہیں لیکن نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ پس کیا اب بھی ان علماء اور اُن کے پیچھے چلنے والوں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں ہمیں کامیاب کیا اور دشمن ذلیل ہوئے۔ کفر کے فتوے لگائے، قتل کا مقدمہ کیا، غرضیکہ انہوں نے کوئی دقیقہ ہماری بربادی کا اٹھا نہ رکھا۔ مگر کیا خدا تعالیٰ سے کوئی جنگ کر سکتا ہے؟ ہماری ترقی کے خود مخالف ہی باعث اور مُحرّک ہیں۔ بہت لوگوں نے انہیں کے رسائل سے اطلاع پا کر ہماری بیعت کی''۔ (اور یہ آج بھی اسی طرح ہو رہا ہے۔ کئی عرب جو احمدی ہو رہے ہیں، وہ خط لکھتے ہیں کہ مخالفت کی ویب سائٹ اور ٹی وی چینل دیکھ کے اور مولویوں سے گفتگو کر کے ہماری توجہ پیدا ہوئی کہ ہم احمدیت کے بارے میں معلومات لیں اور پھر اس کو سچا سمجھ کے انہوں نے قبول بھی کیا) پھر آپ فرماتے ہیں۔ ''اگر واعظ وغیرہ ہماری طرف سے ہوتے تو ہمیں ان کا بھی مشکور ہونا پڑتا اور یہ بھی ایک شعبہ شرک کا ہو جاتا، مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بچایا۔ ایک آبپاشی اور تخم ریزی تو کسان کرتا ہے اور ایک خود خدا کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی تخم ریزی اور آبپاشی سے ہیں۔ خدا کے لگائے ہوئے پودا کو کون اکھاڑ سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 501۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ:

''میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلّی نہیں دی جاتی کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں، مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ مَیں اب بھی اُس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ مَیں ہر روز اِس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے''۔

(اربعین نمبر 3۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 400-399)

پس اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لگائے ہوئے درخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدے کے مطابق اس عاشقِ صادق کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقیقی تعلیم کی اشاعت اور اُس کا قیام ہونا تھا۔ لیکن ہر قربانی کی عید بھی ہمیں اس طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئے کہ ہم نے بھی اس درخت کے سینچنے کے لئے ہر وقت نہ صرف تیار رہنا ہے بلکہ اپنی جان، مال، وقت اور عزت، جس وقت جس چیز کی ضرورت ہو، وہ پیش کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ جماعت کے لئے قربانی کے ساتھ ساتھ ایک تو ہر فرد جماعت کے لئے من حیث الجماعت مجموعی طور پر قربانی کر رہا ہے، ایک دوسرے کے لئے بھی قربانی کا اظہار ہونا چاہئے۔ ہر شخص کو ہر دوسرے شخص کے لئے بھی قربانی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر یہ روح ہماری جماعت میں ترقی کرے گی تو جماعت کے بہت سے اندرونی مسائل بھی خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا حق تھا، اس لئے ہم نے لینا ہے۔ دوسرا فریق جو ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارا حق تھا اور وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کو لینا ہے۔ دونوں اسی بات پر لڑتے رہتے ہیں اور جو تعمیر کے لئے وقت ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ جو ترقی کے لئے وقت دینا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر دونوں ضد پر اتر آئیں تو کبھی کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ پس اگر خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے کہ وہ ہر قسم کے نقصان پورے کرتا ہے اور اس بات کی کوشش کا حصہ بننا ہے کہ ہم نے امن اور سلامتی کے پھیلانے والے بننا ہے تو اگر اپنے حق چھوڑنے بھی پڑیں تو چھوڑ دینے چاہئیں۔ جب یہ سوچ پیدا ہو گی پھر دیکھیں کہ ہمارے معاشرے میں ہماری جماعت کے افراد کے اخلاق میں مزید خوبصورتی اور نکھار پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کو سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور ہر سطح پر ہم قربانی دینے والے ہوں۔ عید کی قربانی سے صرف ایک بکروں کی قربانی کا یا چار ہزار سال پہلے کی قربانی کا سبق نہ لیں بلکہ اس قربانی کو آج بھی ہر سطح پر جاری رکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب خطبہ ثانیہ کے بعد دعا ہو گی۔ اور دعاؤں میں شہداء کے خاندانوں کو یاد رکھیں جنہوں نے اس درخت کی آبیاری کے لئے اپنے خون بہائے ہیں، اپنے خون کی قربانیاں دی ہیں۔ اسیران کو یاد رکھیں وہ بھی کافی عرصے سے تکلیفوں میں وقت گزار رہے ہیں۔ سعودی عرب میں بھی ہیں، پاکستان میں بھی ہیں۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کو بھی یاد رکھیں۔ واقفینِ زندگی کو بھی یاد رکھیں، وہ بھی مختلف جگہوں پر قربانیاں دے رہے ہیں۔ ہر بیمار اور ضرورتمند کو بھی یاد رکھیں۔ مسلم اُمّہ کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو ان حالات سے باہر نکالے اور عقل اور سمجھ عطا فرمائے اور اسی طرح انسانیت کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ انسانیت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچائے۔

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: مَصَالِحُ الْعَرَب از صفحہ 3

اہل خانہ کی بیعت

بیعت کے بعد جب میں گھر واپس آ رہا تھا تو خدا تعالیٰ سے یہی دعا کر رہا تھا کہ اے خدایا مجھ پر اپنا کرم فرما اور مجھے اس علاقے میں اکیلا مت چھوڑ، اور یہاں مزید لوگوں کو بھی قبول احمدیت کی توفیق عطا فرما۔

قبول احمدیت کے بعد میں گھر میں روزانہ ایم ٹی اے دیکھتا تھا، رفتہ رفتہ میری بیٹی بھی میرے ساتھ ایم ٹی اے دیکھنے لگی۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے سنا، میری بیٹی اپنی والدہ سے کہہ رہی تھی: امی جان! آپ نے محسوس نہیں کیا کہ ابو جان کس قدر بدل گئے ہیں؟ وہ پہلے سے بہت اچھے ہو گئے ہیں۔ وہ پہلے تو سختی سے حکم ہی دیا کرتے تھے کہ ایسا ہو جائے یا فلاں کام کر دو۔ اب وہ مشورہ کرنے لگے ہیں۔ پہلے بات بات پر غصہ میں آ جاتے تھے اب حلم ان کی فطرت ثانیہ بن گیا ہے۔ آخر ہم بھی ابو جان کی طرح کیوں نہیں بن جاتے؟ پھر کچھ دنوں کے بعد ہی میری بیٹی نے مجھے بتایا کہ اس کی والدہ میرے ساتھ جماعت احمدیہ کے موضوع پر بات کرنا چاہتی ہے لیکن کسی قدر متردّد ہے۔ میں نے یہ سن کر خود ہی بات شروع کر دی۔ اس گفتگو کے دوران ایم ٹی اے دیکھنے کی وجہ سے کئی سوالوں کے جواب ہماری بیٹی نے ہی دے دیئے۔ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ میں تمہیں احمدی خواتین سے ملوانے کے لئے لے جاتا ہوں تا کہ تم احمدیت کو قریب سے دیکھ لو اور اس طرح کئی اعتراضات اور سوالات کا جواب تمہیں اس ملاقات سے ہی مل جائے گا۔ اس نے رضا مندی کا اظہار کیا اور ہم جماعت احمدیہ فلسطین کے بعض احمدیوں سے ملنے چلے گئے۔ مجھ پر خدا تعالیٰ کے بے شمار احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس پہلی ملاقات میں ہی اُس نے میری بیوی کا دل پھیر دیا اور اس نے میرے کہنے کے بغیر ہی بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کر دیا۔ اس کی بیعت کے ساتھ ہماری بیٹی نے بھی بیعت کر لی اور یوں بفضلہ تعالیٰ میرا سارا گھرانہ احمدی ہو گیا۔

اب صرف ایک ہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا موقع عطا فرما دے۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆......☆

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت میاں شہامت خان صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23 اپریل 2010ء میں حضرت میاں شہامت خان صاحبؓ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت میاں شہامت خان صاحبؓ نادون ضلع کانگڑہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کو 23/اپریل 1889ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ ایک دفعہ جب آپ کے تیسرے بھائی حضرت میاں امانت خان صاحبؓ حضور علیہ السلام سے بیعت کرنے گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن سے آپ کا (یعنی میاں شہامت خاں صاحبؓ) کا حال دریافت فرمایا۔

1880ء میں ایک فقیر سائیں قلندر شاہ نے (جو پنجاب کی طرف سے گئے تھے) آپ سے کہا کہ میاں! امام مہدی پیدا ہوگئے ہیں مگر ابھی ظاہر نہیں ہوئے، مجاہدہ میں ہیں۔ افسوس ان کے دعویٰ تک مَیں نہیں ہوں گا۔ آپ نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بٹالہ کے پاس قادیان ایک بستی ہے اس جگہ پر ہیں۔ چنانچہ جب براہین احمدیہ کا اشتہار شائع ہوا تو آپ نے براہین احمدیہ منگوالی اور جب بیعت کا اعلان ہوا۔ تو بیعت کرلی۔

حضرت میاں شہامت خاں صاحبؓ کی وفات 1929ء میں ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپؓ کے بیٹے ڈاکٹر مطلوب خاں صاحب کے بارہ میں فرمایا: ’’ان کے بیٹے ڈاکٹر مطلوب خان صاحب کے متعلق جبکہ وہ جنگ کے دنوں میں 1928ء میں لڑائی پر گئے ہوئے تھے۔ گورنمنٹ کی طرف سے تار آیا تھا کہ وہ مارے گئے ہیں۔ لیکن مجھے خداتعالیٰ نے بتایا تھا کہ وہ فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ دنوں کے بعد گورنمنٹ نے اطلاع دی...... کہ وہ زندہ اور قید میں ہیں‘‘۔

مکرم صاحبزادہ سید عبداللہ شاہ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23 اپریل 2010ء میں مکرم صاحبزادہ سید عبداللہ شاہ صاحب کے بارہ میں مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ مکرم صاحبزادہ سید عبداللہ شاہ صاحب سابق سیکرٹری امور عامہ نوشہرہ کینٹ، پولیس میں ملازم تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد نوشہرہ میں ایک تکہ شاپ چلانے لگے جو علاقہ بھر میں انتہائی مشہور ہوئی۔

مکرم شاہ صاحب صوبہ سرحد کے علاقہ برگ میں صاحبزادہ سید عبدالحق کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ نواب انب نے آپ کے علاقہ پر چڑھائی کرکے لوگوں کی املاک و جائداد پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ چنانچہ آپ اپنے بھائی کے ہمراہ ٹوپی آ گئے اور مختلف مقامات پر پناہ گزین رہے۔ مرورِ زمانہ، معاشی تنگی اور مناسب راہنمائی نہ ہونے کے باعث جرائم کی دنیا کا رُخ کیا اور ’’شاہ جی ڈاکو‘‘ کے نام سے صوبہ سرحد کے علاقہ غیر میں شہرت پائی۔ اسی دوران آپ کو کچھ ایسی مبشر رؤیا آئیں جنہوں نے آپ کے دل کی کایا پلٹ دی۔ پھر احمدیت سے متعارف ہوکر یہ قانون شکن ڈاکو توبۃالنصوح کرکے قانون خداوندی کا پابند اور ملکی قانون کا پاسدار بن گیا۔ یہ مراحل آسان ہرگز نہ تھے مگر خدا کے فضل سے آپ ثابت قدم رہے۔ قبول احمدیت سے قبل کی زندگی کو یاد کرکے اکثر روتے، ندامت اور تأسف کا اظہار کیا کرتے اور یہ شعر سناتے:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقتِ پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

آپ خوش شکل، خوش مزاج اور خوش لباس تھے۔ طبیعت بذلہ سنج اور متحمل تھی۔ سرخ و سفید رنگ، کسرتی جسم، اٹھتے ہوئے قدوقامت کے مالک تھے۔ آپ کی شخصیت میں ایک رعب اور وجاہت پائی جاتی تھی۔ چھوٹے بڑے سبھی راہ چلتے آپ کو ایک نظر رُک کر ضرور دیکھتے اور ادب سے سلام کرتے۔

نظام جماعت کے ساتھ وابستگی، خلافت کا ادب اور اطاعت اور جملہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ نوافل کا باقاعدہ اہتمام آپ کی زندگی کا خاصہ تھا۔ جب تک صحت نے اجازت دی تو روزانہ کم ازکم تین نمازیں مسجد میں آکر ضرور ادا کرتے۔ انہوں نے چوکیدار کو ہدایت کی ہوئی تھی کہ اگر تہجد کا وقت ہو اور ان کی بیٹھک کی لائٹ روشن نہ ہو تو آواز دے کر انہیں جگا دیا کرے لیکن اس کی ضرورت شاید ہی کبھی پیش آئی ہو کیونکہ چوکیدار کی گواہی ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا دن ہو جب نماز تہجد کے وقت مَیں نے ان کو بیدار نہ پایا ہو۔

مالی قربانی میں پیش پیش رہتے۔ روزانہ کی آمد کا حساب کرکے چندہ الگ لفافہ میں ڈال دیتے اور ہر تیسرے دن سیکرٹری مال کو دے کر رسید کٹوا لیتے۔ اپنی دکان پر عام اخبار کے علاوہ الفضل اور دیگر جرائد بھی منگوا کر رکھتے۔ دعوت الی اللہ خوب کرتے۔ اس راہ میں لمبا عرصہ آزمائشوں کا سامنا بھی کیا اور آپ پر تین قاتلانہ حملے بھی ہوئے مگر ہر بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

نوشہرہ بازار کے خصوصاً دو افراد احمدیت دشمنی میں آپ کی جان کے درپے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نشان دکھلایا کہ ان میں سے ایک (جس نے آپ پر قاتلانہ حملہ کروایا تھا) ایک ٹریفک حادثہ میں مع اپنے جوان بیٹے کے مارا گیا جبکہ دوسرا آپ کی زندگی میں ناکام و نامراد رہ کر حسرت سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں نے احمدیت کی دشمنی اور حسد میں باپ کا سا جوش وخروش نہ اپنانے میں ہی عافیت محسوس کی۔

ایک بار ایک معاند نے اسسٹنٹ کمشنر کو اُکسایا کہ اس قادیانی کی دکان غیرقانونی ہے اور مزید یہ کہ اس کا چال چلن مشکوک ہے۔ چنانچہ وہ افسر اپنے سٹاف کے ہمراہ آیا اور سخت الفاظ میں آپ کو نوٹس دیا کہ اگلے دن بارہ بجے تک اپنا کاروبار سمیٹ کر یہ علاقہ چھوڑ دو ورنہ سخت کارروائی ہوگی۔ آپ صدر جماعت مکرم ڈاکٹر مرزا عبدالقیوم صاحب مرحوم کے کلینک میں پہنچے اور ساری روئیداد سنائی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب سارا واقعہ سننے کے بعد کچھ دیر خاموش رہے اور پھر صرف اتنا کہا ’’خدایا اینوں تے ہٹادے‘‘ یعنی خدایا اس (افسر) کو تو ہٹا دے۔ اس کے بعد شاہ صاحب سے کہا کہ فکر مت کرو۔ کل دکان معمول کے مطابق کھولنا اور دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ اگلے دن شاہ صاحب نے اپنی دکان حسب معمول کھولی، ملازمین کو کام شروع کرنے کی ہدایت کی اور خود اس افسر کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ وقت گزرنا شروع ہوا۔ دوپہر کے بارہ بھی بج گئے مگر افسر نے نہ آنا تھا نہ آیا۔ حتیٰ کہ شام کو دکان بند کرکے گھر چلے گئے۔ ایک طرف متعجب دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی شان پر اس کے حضور رطب اللّسان۔ کوئی ہفتہ بعد ایک دن وہی افسر اکیلا سر جھکائے چہرہ پہ شرمندگی سجائے آپ کے پاس آیا اور معافی مانگ کر کہنے لگا کہ آپ کے خلاف رپورٹ غلط کی گئی تھی۔ جس دن میں آپ کو نوٹس دے کر واپس گیا اُسی شام افسران بالا کا مجھے فون آیا کہ راتوں رات نوشہرہ چھوڑ کر ہری پور چلے جاؤ، ایک اہم معاملہ میں تمہاری ڈیوٹی وہاں لگا دی گئی ہے۔ اس پر مَیں سمجھ گیا کہ آپ ایک بزرگ اور معصوم شخص ہیں اور آپ کے خلاف ناجائز کارروائی سے اللہ نے مجھے روک دیا ہے۔ مجھے معاف کردیں۔

اسی طرح ایک بار کسی سرکاری افسر نے دشمنوں کے ایماء پر آپ کی دکان کا نلکہ بند کروا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر یہ نشان دکھایا کہ اس افسر کی ٹرانسفر کوئٹہ ہوگئی۔ وہاں سے اُس نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ مَیں یہاں خوش نہیں ہوں خدارا میرا تبادلہ واپس نوشہرہ کروا دیں۔ آئندہ آپ کے خلاف کوئی ایسی حرکت نہ ہوگی۔

اسی طرح کے اور کئی نشانات خداتعالیٰ کی تائیدو نصرت کے آپ کے حق میں ظاہر ہوئے جن کا تذکرہ کرکے آپ کی آنکھیں آبدیدہ ہوجاتیں۔

مکرم شاہ صاحب کا ایک اور نمایاں وصف آپ کا ہر چھوٹے بڑے سے پیار محبت اور اخلاص سے ملنا اور مہمان نوازی کا اعلیٰ نمونہ دکھانا تھا۔ چنانچہ نصرت جہاں سکیم کے تحت جب مَیں افریقہ میں خدمات کی توفیق کے دوران ایک بار پاکستان آیا تو وہاں کی جماعتی ترقیات و خدمات کی تفصیل آپ نے بڑے اشتیاق سے سنی۔ مَیں نے بتایا کہ وہاں سبزیاں جو عموماً پاکستان میں عام ملتی ہیں بہت مہنگے داموں ملتی ہیں اور مٹھائی وغیرہ تو عنقا ہے۔ اور یہ کہ لیگوس (نائیجیریا) میں ہم پھول گوبھی عید والے دن پکا کر کھاتے ہیں اور یا پھر اگر کوئی دوست شمالی علاقہ سے بطور سوغات بھجوا دیں۔ اس پر آپ نے مجھے اپنے گھر دعوت پہ بلایا اور آپ کی اہلیہ صاحبہ نے مختلف قسم کی تازہ سبزیوں کے سالن اور تازہ سلاد سے نہ صرف یہ کہ ضیافت کی بلکہ مٹھائی کا ڈبہ اور کچھ سبزیاں بطور تحفہ بھی دیں کہ اپنے قیام کے دوران سبزیوں کی جو حسرت ہے یہیں پوری کرلو!

مکرم شاہ صاحب کی وفات 2005ء میں قریباً 85 سال کی عمر میں ہوئی اور تدفین نوشہرہ میں ہی ہوئی۔ آپ کی اولاد نہ تھی، اپنے بھانجوں کو اولاد کی طرح ہی پالا اور تربیت کی۔

مکرمہ محمودہ ثروت بیگم صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 27 اپریل 2010ء میں مکرم فہیم احمد صاحب نے اپنی والدہ محترمہ محمودہ ثروت بیگم صاحبہ کا مختصر ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ محمودہ ثروت صاحبہ 15/اکتوبر 1919ء کو نوابشاہ سندھ میں پیدا ہوئیں جہاں آپ کے والد حضرت شیخ نیاز محمد صاحبؓ انسپکٹر پولیس تعینات تھے۔ وہ ضلع کراچی کے امیر جماعت بھی رہے ہیں۔ مرحومہ نے ابتدائی تعلیم سندھ میں حاصل کی اور پھر قادیان سے ثالثہ کا امتحان پاس کیا۔ آپ کی شادی محترم چوہدری محمد انعام اللہ صاحب (ابن حضرت بابو اکبر علی صاحبؓ آف سٹار ہوزری قادیان) سے ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ لوگ ہجرت کرکے پہلے گوجرانوالہ اور بعد میں ملتان آبسے جہاں مرحومہ لجنہ کی ایک فعّال رکن رہیں۔ آپ پہلے جنرل سیکرٹری اور بعد ازاں لمبے عرصہ تک ملتان کی صدر رہیں۔

آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ تلاوتِ قرآن بہت کرتیں اور رمضان میں تین دَور مکمل کرتی تھیں۔ عمر کے آخری حصے میں بھی روزے رکھتیں۔ میز پر کتابوں کا ڈھیر موجود رہتا۔ درّثمین زبانی یاد تھی اور اپنی عمر کے آخری حصہ میں اشعار کا ورد کرتی رہتیں۔ غیراحمدی بچوں کو باقاعدگی سے قرآن ناظرہ پڑھاتیں اور دل کھول کر غرباء کی امداد کرتیں۔

جلسہ سالانہ ربوہ میں اپنے بچوں کے ساتھ شامل ہوتیں اور گھٹنوں کے درد کے باوجود ملتان سے لمبا سفر بس کے ذریعے کرتیں۔ بڑی سادہ زندگی گزاری۔ محدود آمد کے باوجود صبر اور شکر سے گزارا کیا اور کبھی شکایت نہ کی۔ اپنے بچوں کو صبر، محنت اور راضی برضا رہنے کا درس دیتیں اور اللہ تعالیٰ کو ہی ہر اجر دینے والی ہستی قرار دیتیں۔ اپنی اولاد کو خلافت سے وابستہ رہنے اور دل کھول کر چندہ دینے کی ترغیب کرتیں اور اپنی تنگدستی کے باوجود بھی غرباء کی امداد کرتیں۔

آپ کے شوہر کی وفات 1997ء میں ہوئی۔ اور آپ نے ایک مختصر علالت کے بعد 10/اکتوبر 2009ء کو بعمر 90 سال راولپنڈی میں وفات پائی۔ موصیہ ہونے کے باعث تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ بوقت وفات آپ کا چندہ کا حساب فاضلہ تھا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 28 مئی 2010ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

بے پردگی سے بہنو! ہے اجتناب لازم
عورت کے واسطے ہے شرم و حجاب لازم
حکمِ خدا کے آگے بے کار حیل و حجّت
اندر سنگھار لازم ، باہر نقاب لازم
اس دورِ خودسری میں تج دے جو خودسری کو
اس عاجزی کا اس کو ہوگا ثواب لازم
غضِ بصر کی عادت زیبا ہے مرد و زن کو
اچھی بری نظر کا ہوگا حساب لازم
اپنے گھروں کو ہم نے جنت بنا لیا گر
دنیا کو کرسکیں گے ہم لاجواب لازم

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 18, 2013 – October 24, 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 18, 2013

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:20 Reception In Beverly Hills: Recorded on May 11, 2013.
02:40 Japanese Service
03:05 Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 10, 1996.
04:10 Eid Milan
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 333
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:05 Tour of Spain 2013: A documentary summarising the historic visit of Huzoor to Valencia, Spain.
08:00 Siraiki Service
08:25 Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00 Indonesian Service
11:05 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:40 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Eid Celebrations
14:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:30 Shottor Shondhane
15:50 Eid Show: An Eid special programme for Children
16:20 Friday Sermon [R]
17:25 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Tour of Spain 2013 [R]
19:15 Real Talk
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-E-Huda

Saturday October 19, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35 Yassarnal Quran
01:00 Tour of Spain 2013
02:10 Friday Sermon: Recorded on October 18, 2013.
03:20 Rah-E-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 334
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 24, 2009.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
08:55 Question and Answer Session: Part 2, recorded on December 3, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Spotlight
16:00 Live Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:30 Jalsa Salana UK Address [R]
19:35 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-E-Huda
22:35 Story Time
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday October 20, 2013

00:00 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana UK Address
02:35 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
04:05 Spotlight
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 329
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Yassarnal Quran
07:10 Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on May 19, 2013 in Canada.
08:10 Faith Matters
09:10 Question And Answer Session: Recorded on May 11, 1984.
10:05 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on December 21, 2012.
12:10 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:20 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
14:10 Shotter Shondhane
15:15 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
16:20 Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion about the lives of the companions of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, the Promised Messiah (as).
16:55 Kids Time
17:25 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor's Mulaqat With Student [R]
19:30 Real Talk
20:40 Food for Thought
21:40 Friday Sermon [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Monday October 21, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35 Yassarnal Quran
01:10 Huzoor's Mulaqat With Student
02:15 Food for Thought
02:50 Friday Sermon: Recorded on October 11, 2013.
03:50 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 313
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:45 Inauguration of Baitul Rahman Mosque: Recorded on May 18, 2013.
08:10 International Jama'at News
08:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 28, 1999.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on August 2, 2013.
11:00 Tamil Service
11:30 Adaab-e-Zindagi
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on December 28, 2007.
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Tamil Service
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Inauguration of Baitul Rahman Mosque [R]
19:30 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:00 Tamil Service

Tuesday October 22, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:30 Al-Tarteel
01:10 Inauguration of Baitul Rahman Mosque
02:30 Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
03:00 Friday Sermon: Recorded on December 28, 2007.
04:00 Tamil Service
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 313
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 24, 2009.
08:00 Medical Matters
08:30 Australian Service: Documentary on Jenolan Caves
09:00 Question And Answer Session: Recorded on May 11, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 18, 2013.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Spanish Service
16:00 Hamari Taleem
16:20 Ghazwat-e-Nabi
17:10 Noor-e-Mustafwi
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic Translation of Friday Sermon delivered on October 18, 2013.
20:35 Medical Matters
21:15 Australian Service: Documentary on Jenolan Caves
21:45 Noor-e-Mustafwi
22:05 Ghazwat-e-Nabi
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday October 23, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:20 Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 24, 2009.
02:30 Australian Service: Documentary on Jenolan Caves
03:00 Hamari Taleem
03:30 Noor-e-Mustafwi
04:00 Ghazwat-e-Nabi
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 341
06:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:20 Al-Tarteel
06:55 Jalsa Salana UK Address [R]
07:50 Real Talk
08:55 Question And Answer Session: Recorded on December 3, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:15 Tilawat
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 11, 2008.
14:15 Bangla Shomprochar
15:55 Signs Of The Latter Days
16:40 Faith Matters
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana UK Address [R]
19:20 Real Talk
21:00 Signs Of The Latter Days
21:45 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday October 24, 2013

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45 Al-Tarteel
01:15 Jalsa Salana UK Address
02:10 Deeni-O-Fiqahi Masail
02:45 Quranic Archeology
03:15 Signs Of The Latter Days
04:00 Faith Matters: A contemporary and exciting English Question and Answer programme.
04:55 Liqa Maal Arab: session no. 342
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:50 Reception At Houses Of Parliament 2013: Recorded on June 11, 2013.
07:55 Beacon of Truth
08:55 Tarjamatul Quran Class
10:05 Indonesian Service
11:05 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
12:55 Beacon of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 18, 2013.
15:05 Kasre Saleeb
15:50 Maseer-E-Shahindgan
16:30 Tarjamatul Quran Class [R]
17:40 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Reception At Houses Of Parliament 2013 [R]
19:25 Faith Matters
20:30 Homeopathy And Its Miracles
21:05 Tarjamatul Quran Class [R]
22:10 Kasre Saleeb
22:55 Beacon of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 20 | Friday 11 October , 2013 | Issue No. 41

خطبۂ عید الاضحیہ

حج سے احمدیوں کو روکا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ جن احمدیوں کے دلوں میں حج کرنے کی تڑپ ہے اور نہیں جا سکتے، اُن کے حج قبول ہو رہے ہیں یا اُس اکثریت کے جو ظلم کر کے پھر حج کرنے چلی جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اگر توحید کے قیام اور خانہ کعبہ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اور یہاں سے امن اور سلامتی پھیلانے کے لئے اپنی نسل میں سے ایک عظیم نبی کے مبعوث ہونے کی دعا کی تھی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پا گئی اور اس عظیم نبی نے بتوں کے آگے جھکنے والوں کو ایک خدا کے آگے جھکنے والا بنا دیا، نسل در نسل دشمنیاں رکھنے والوں کو امن اور سلامتی کا سفیر بنا دیا۔ تو اس عظیم نبی نے بھی اپنے عظیم مقاصد کو تا قیامت جاری رکھنے کے لئے ایک غلام صادق کی دعا کی تھی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے 'ہمارا مہدی' کہہ کر مخاطب کیا۔ پس وہ غلامِ صادق آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بھیجا کہ اسلام کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کرو۔

ہر قربانی کی عید بھی ہمیں اس طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئے کہ ہم نے بھی اس درخت کے سینچنے کے لئے ہر وقت نہ صرف تیار رہنا ہے بلکہ اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو جس وقت جس چیز کی ضرورت ہو، وہ پیش کر دیں گے۔

ہر فرد جماعت کے لئے من حیث الجماعت مجموعی طور پر قربانی کر رہا ہے، ایک دوسرے کے لئے بھی قربانی کا اظہار ہونا چاہئے۔ ہر شخص کو ہر دوسرے شخص کے لئے بھی قربانی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر یہ روح ہماری جماعت میں ترقی کرے گی تو جماعت کے بہت سے اندرونی مسائل بھی خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

خطبہ عید الاضحیہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27/اکتوبر 2012ء بمطابق 27/اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ عید الاضحیہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج بھی مَیں اُس سے ملتا جلتا ایک مضمون بیان کروں گا جو کل خطبہ میں بیان کیا تھا۔ یا یہ اُس کے ایک حصہ کے بارے میں یا اُس ایک حصہ کے تسلسل کے بارے میں جاری ہوگا۔

مسلمانوں کی حالت اُس وقت بھی ایسی تھی کہ ہر ایک چیخ چیخ کر پکار رہا تھا اور اُن کی وہ حالت یہ اعلان کر رہی تھی کہ کوئی آئے اور ان کا وقار بلند کرے۔ کوئی آئے اور ان میں پیار و محبت پیدا کرے۔ کوئی آئے اور ان کے دلوں میں انسانی قدروں کا احساس دلائے۔ کوئی آئے اور ان کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کرے۔ کوئی آئے اور ان کو امت واحدہ بنائے اور کوئی آئے اور توحید کو حقیقی رنگ میں دنیا میں قائم فرمائے۔ کل مَیں نے حالیؔ کی مسدس کے بند کا ایک شعر پڑھا تھا۔ آج اس بند کے پہلے دو شعر بھی سنا دیتا ہوں جس میں انہوں نے اُس وقت مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا۔ کہتے ہیں۔

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت
گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُن سے ایک ایک رخصت
مٹی خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت

(مسدّس حالی صفحہ 32۔ فیروز سنز لاہور۔ طبع اول 1988ء)

پس یہ حالت تھی۔ جوں جوں یہ مسدس جو ہے آپ پڑھتے جائیں، ہر شعر ہر بند نہ صرف اُس زمانے کا نقشہ کھینچ رہا ہے بلکہ موجودہ زمانے کی حالت زار کا بھی نقشہ کھینچ رہا ہے۔ آج بھی ہر مسلمان چاہے وہ مسلمان لیڈر ہو یا عام مسلمان ہو۔ ہر ایک جو ہے اب اس کوشش میں ہے کہ اُس کو کس طرح زیادہ سے زیادہ ذاتی مفاد حاصل ہو۔ پہلے تو صرف لیڈر ہی، سیاستدان ہی یہ مفادات حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، حکومتوں پر قبضے کر رہے تھے، اب حکومت کے لالچ میں مذہب کے نام پر علماء نے بھی اپنے گروہ اور پارٹیاں بنا لی ہیں۔ یہ لوگ، یہ علماء پہلے فرقہ واریت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے تھے۔ اب اس کے ساتھ ساتھ سیاسی پارٹیوں اور نام نہاد جہادی تنظیموں کے نام پر بھی کلمہ گو، کلمہ گوؤں کی گردنیں مار رہا ہے اور ڈھٹائی اتنی ہے کہ مجال ہے جو اپنے غلط رویوں کی اصلاح کے لئے اپنے رویے میں ہلکی سی بھی لچک پیدا کر لیں۔ ان کی اس ناقابلِ اصلاح حالت کا جو نقشہ حالی نے ایک سو بیس پچیس سال پہلے کھینچا تھا، آج بھی جیسا کہ میں نے کہا، وہی نظر آتا ہے۔ بلکہ فکر اور غور کرنے والی آنکھ دیکھے تو اَور زیادہ بھیانک نظر آتا ہے۔ ایک طبقے کو لالچ اور حکومت نے مزید اندھا کر دیا ہے اور یہ لوگ زیادہ اندھے ہو چکے ہیں۔ حالی لکھتے ہیں کہ:

نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر

(مسدّس حالی صفحہ 33۔ فیروز سنز لاہور۔ طبع اول 1988ء)

پس یہ آج بھی ہر درد رکھنے والے مسلمان کی آواز ہے۔ اور اس میں مایوسی کا اظہار بھی ہے کہ شاید اب ہم لوگ اصلاح کے قابل نہیں رہے۔ لیکن یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو نہیں سن رہے اور جانتے بوجھتے ہوئے علماء بھی اور لیڈر بھی عوام کی تباہی کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ بلکہ خود یہ رونا رونے والے بھی اس چیز سے محروم رہے کہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو سن کر آنے والے کو قبول کریں۔ عوام جو ہیں لوگوں کی ان باتوں کو سنتے ہیں جو غلط باتیں ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی آیا ہے اُس کی آواز پر کان نہیں دھر رہے۔ صرف یہی نہیں کہ کان نہیں دھر رہے بلکہ اس کی مخالفت میں تمام حدیں بھی توڑ رہے ہیں۔ تمام جائز اور ناجائز کام احمدیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کرنے کو تیار ہیں اور کرتے ہیں۔ کاروباری لوگ ہیں تو احمدیوں کی رقمیں دبائی ہوئی ہیں۔ اُن کو دینے سے انکاری ہیں۔ یہ معلوم ہے، علم ہے، اچھی طرح پتہ ہے کہ حرام کھا رہے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ احمدیوں کو لُوٹنا اور ان سے حرام کھانا بھی ثواب ہے۔ یہ تعلیم ہے جو ان کے علماء ان کو دے رہے ہیں۔ حالی نے شاید ایسی ہی غلط تعلیم دینے والے علماء اور ظلم کرنے والے لیڈروں کے بارے میں یہ بھی کہا تھا کہ

ہوئے رُوکھ جن کے جلانے کے قابل

(مسدّس حالی صفحہ 33۔ فیروز سنز لاہور۔ طبع اول 1988ء)

یعنی جن کے درخت جلانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ وہ درخت جو شجرِ سایہ دار بنتے ہیں، وہ علماء جو دین سکھانے والے ہیں، وہ لیڈر جو قوم کا درد رکھنے والے ہیں، اُن کے اپنے ذاتی مفادات اتنے ہو گئے ہیں کہ وہ اس قابل ہی نہیں رہے کہ اُن سے کوئی امید رکھی جائے۔ اب تو وہ ایسے درخت بن چکے ہیں جو سوائے جلانے کے اور کسی کام کے نہیں رہے۔ اس لئے وہ کسی اور کام نہیں آ سکتے کیونکہ یہ لوگ اسلام کی تعلیم سے ہٹ گئے ہیں۔ یہ مسلم اُمّہ میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کی جڑ ہیں۔ یہ درخت جو ہیں یقیناً جلانے کے قابل ہونے تھے اور ہوئے کیونکہ اب صرف اُس درخت نے دنیا کو فائدہ پہنچانا تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا اور یہ درخت اُس وقت لگنا تھا جب آنحضرت

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں